سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار (رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷) (مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں)

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولوالعزم جگر زادہ میر ناصر نواب صاحب کی نگرانی میں جاری ہوا۔

Digitized by Khilafat Library

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے۔

بیا در بزم مستان تا ببینی عالمی دیگر
بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عرب سے ۵ر
جرمنی سے ۵ر
ہندوستان سے باہر سے ۶ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۴ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد مبارک اسمٰعیل بی اے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد (۸ ا) | مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۱۴ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری نبوی صلعم | نمبر (۱۷)

پیام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں)

سنو!

وہ دور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دور ہیں
تقویٰ یہی ہے یار کہ نخوت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
شوخی و کبر دیو لعین کا شعار ہے
اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
بد تر نبو ہر ایک سے اپنے خیال میں

ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس یار کیلئے رہ عشرت کو چھوڑ دو
در نہ خیال حضرت عزت کو چھوڑ دو
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول
ترک رضائے خویش پے مرضیٔ خدا
اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
زیبا ہے کبر حضرت رب غفور کو
شاید اسی سے داخل ہو دار الوصال میں

چھوڑ دو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
تقویٰ کی جڑھ خدا کے لئے خاکساری ہے
جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بنا لیتے ہیں!
بے احتیاط انکی زباں وار کرتی ہے
اک بات کر کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
کچھ ایسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن
سب عضو سست ہو گئے غفلت ہی چھا گئی
یا بد زباں دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگمان
تم دیکھکر بھی بد کو بچو بدگمان سے
شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
پھر تم تو بدگمانی میں اپنی ہوئے ہلاک
گر ایسے تم دلیریوں میں بے حیا ہوئے
موسیٰ بھی بدگمانی سے شرمندہ ہو گیا
بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
پس تم تو ایک بات کے کہنے سے مر گئے
بدبخت تر تمام جہاں سے وہی ہوا۔
پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے

ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے
عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جا پڑے
اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں
اٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سو سو کئے جتن
قوت تمام نوک زباں میں ہی آ گئی!
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں
ڈرتے رہو عتاب خدائے جہان سے
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بد نما
شاید وہ آزمائش رب غفور ہو
خود سر پہ اپنے لے لیا خشم خدائی پاک
پھر اتقا کے سوچ کہ معنے ہی کیا ہوئے
قرآں میں خضر نے جو کیا تھا پڑھو ذرا
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار
یہ کیسی عقل تھی کہ براہ خطر گئے
جو ایک بات کہکے ہی دوزخ میں جا گرا
ڈرتے رہو عقوبت رب العباد سے

فقط۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و مہتمم پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

اخبار الحکم قادیان دارالامان

مورخہ ۲۱۔ مئی ۱۹۱۴ء

پیامِ امن

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (سورہ نور)

خلافت حقہ راشدہ کیلئے یہ لازمی اور ضروری امر ہے

کہ وہ اعتراضات اور نکتہ چینیوں کی اماجگاہ ہو اور اس پر ایک عظیم الشان خوف طاری ہو۔ کیونکہ پھر اللہ تعالےٰ اس خوف کو امن سے بدل کر ایک نشان ظاہر کرتا ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ وہی اس خلافت حقہ کا قایم کرنے والا ہے اور اسی کی مرضی اور خدا کی پرستش دنیا میں ہو۔

دنیا میں جب خلافت حقہ قایم ہوئی۔ اور جب سے دنیا ہے ہوتی رہی۔ اسی وقت سے خلفاء پر اعتراض ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور پھر ایک قوم ایسی بھی نکلتی آئی جس نے ان خلفاء ربانی کو صدق دل سے قبول کیا اور برکات خلافت سے نفع اٹھایا

آدم کی خلافت داؤد کی خلافت کا قرآن کریم میں موجود ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین کی تاریخ صحیح موجود ہے۔ آجتک بھی ایک بدنصیب قوم اس خلافت حقہ راشدہ کی دشمن چلی آتی ہے۔ مگر انہوں نے اس خلافت کے انکار سے کیا پایا۔ ان کے اخلاق کا کمال گالیوں کے رنگ میں تبدیل ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علےٰ منہاج نبوۃ مبعوث کیا۔ اسکی مخالفت ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے کی اور اسلام کے کل فرقوں نے یک زبان ہوکر اس کے خلاف اپنے ہتھیار نکالے۔ یہانتک کہ مرزا جان مرنے کے وہی بامسماۃ اللہ اللہ بابر ہمن رام رام" کے اصول کی تعلیم دینے والے صوفیوں نے بھی اس مرد خدا کی مخالفت میں حصہ لیا۔ اسے مجبور کردیا گیا کہ وہ قیام امن اور اصلاح خلق کیلئے قلم کے نیزہ اور دعاؤں کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر میدان میں آئے۔ پھر سلطان القلم نے ذوالفقار علی رض کے ذریعہ اور دعاؤں کے تیروں سے بڑھ بڑھ کر حملے کرنیوالوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ناقدانوں نے اسپر کہا کہ موت ہی کی پیشگوئی کرتا ہے۔ مگر وہ اتنا نہ سمجھے کہ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر جماعت کا نمونہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی خاطر ہاں انہی کی خاطر کسطرح پر انکے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

غرض ایک خطرناک قلمی اور دعاؤں کے جنگ کے بعد اس نے ایک سکون پیدا کیا اور امن کا جھنڈا کھڑا کردیا۔ تب اللہ تعالےٰ نے اسے اپنے وعدہ کے موافق اٹھالیا۔ اور خلافت راشدہ کی تعلیم اور حقیقت کے اظہار کے لئے نورالدین کو کھڑا کردیا۔ چونکہ خلافت کیلئے ضروری ہے کہ ایک خوف پیدا ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو بیرونی دشمنوں سے مقابلہ کی بہت کم ضرورت پڑی اندرونی فتنوں کی اصلاح کیلئے آپ کو تسلی کرنی پڑی۔ اور متواتر چھ سال تک وقتاً فوقتاً ان لوگوں کو جو خلافت سے دراصل مخالفت رکھتے تھے تنبیہ کرنی پڑی۔ ان کی یہ زندگی ان سول وار کے مقدمات کو روکنے میں ختم ہوئی۔ مگر انکی زندگی کے آخری ایام میں اس باطل نے پوری کوشش اور طاقت سے حملہ کرنے کا بیڑہ کیا چنانچہ انکی وفات کے ساتھ ہی بڑے زور شور سے حملہ کردیا گیا۔ اور خدا تعالےٰ نے نہایت بے اطمینانی اور بے سروسامانی کی حالت میں

ایک اولوالعزم کو خلیفہ بنادیا

اسکی خلافت پر اعتراضات اور جو مخالفت ہوئی وہ بالکل ایک تازہ واقعہ ہے۔ کوئی دقیقہ اور تجویز باقی نہیں رہی جو خرچ نہ کی گئی ہو۔ اس نوجوان کو اگر اسقدر مخالفت کا مقابلہ نہ کرنا پڑتا تو اسکی حقیقت دنیا پر پوشیدہ رہتی۔ اسکی اولوالعزمی اس کا حوصلہ اور برداشت ظاہر ہوئی۔ جسقدر مخالفت تیز ہوئی

اُسنے قدم آگے بڑھایا

میں یہ الفاظ حسن ظنی یا ارادت کی بنا پر پیش نہیں کرتا۔ یہ واقعات ہیں تلخ ترین دشمنوں کو بھی اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے اور ایک مادہ پرست اور دہریہ بھی اس کیلئے حیران ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی تائید اور نصرت اس کے ساتھ ہے۔ ایسے موقعہ پر میرے دوستو! جبکہ قوم میں امن قایم کرنا ہو آپ جانتے ہیں ایک قسم کی جنگ لازمی ہوتی ہے پس جبکہ قوم کے خیالات کو مسموم کیا جاتا تھا۔ قوم میں تفرقہ کی راہ نکالی جارہی تھی ضروری تھا کہ الحکم بھی اس میدان میں اترتا۔ اسلئے مجھے اگر کچھ لکھنا پڑا یا آئندہ ضرورتاً لکھنا پڑے تو یہ اس مجبوری کی وجہ سے تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مخالفین سے جو مدعیان اسلام تھے کیا کچھ پیش نہیں آیا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ایک نبی کی شان ہوسکتی ہے کہ وہ تفرقہ پیدا کرے۔ اپنوں سے جنگ کرے؟ اس کا جواب صاف لفظوں میں ہوگا نہیں۔ مگر واقعات تو بتاتے ہیں کہ اس نے جنگ کی اور خطرناک کی باپ کو بیٹوں سے اور ماؤں کو بیٹوں سے الگ کرادیا۔ تو کیا یہ جنگ تفرقہ کیلئے تھی؟ ہرگز نہیں وہ ایک صلح چاہتا تھا۔ وہ امن پیدا کرنے کا خواہشمند تھا اور دنیا میں کبھی نہیں ہوسکتا تھا جب تک امن شکن امور کی اصلاح نہ ہو ان کے خلاف جنگ نہ ہو۔ تم اگر اعتقادی اصلاح چاہتے ہو تو غلط اور فاسد عقاید کے خلاف تمہیں جنگ کرنی پڑے گی۔ اخلاقی اصلاح کے مدعی ہو تو بد اخلاقیوں کے خلاف لڑنا پڑے گا۔ غرض کوئی اصلاح ہو نہیں سکتی جب تک اس کے بالمقابل بدیوں کے خلاف جنگ نہ کرنا پڑے یہی وہ قانون ہے جسکو

"لا آف ڈسٹرکشن اینڈ کونسٹرکشن"

کہتے ہیں۔ پس اسلام دنیا میں امن قایم کرتا ہے لیکن تم جانتے ہو اس امن کیلئے دنیا کے باطل عقاید پر تیر چلانا پڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امن کے شہزادہ کی حیثیت سے دنیا میں آئے۔ لیکن مخالفین سے مقابلہ کرنا پڑا۔ آپکے بعد اور دنیا کے آخر تک یہی قانون اور سنت جاری ہے اس قانون کے ماتحت ہمیں بھی

منکرین خلافت سے جنگ کرنی پڑی!۔

بظاہر یہ نہایت ناگوار اور ناخوشکن فرض تھا۔ جو ادا کرنا پڑا۔ مگر اس کے لئے مجبور تھے۔ جب ایسی جنگ ہو اور خدا کے لئے جنگ ہو وہاں بہت کچھ قربان کرنا پڑتا ہے کیا جب ہم احمدی ہوئے تھے تو بہت سی محبتوں اور رشتوں کو قربان نہیں کیا تھا؟ تم میں سے ہر ایک اس امر کی زندہ شہادت موجود ہے۔ پھر آج اگر خلافت راشدہ کیلئے تمہیں کچھ اور قربان کرنا پڑے اور اپنے ان بعض عزیزوں سے جو مسیح موعود میں ہوکر اخوت اور مودت کا عہد باندھ چکے تھے الگ ہونا پڑے تو احمدی قوم کے مخلص تمہارے لئے یہ نئی بات نہیں یہ بالکل سچی بات ہے کہ ہمارے دل اسکو گوارا نہیں کرتے ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے اعضاء ہم سے الگ ہوں۔ مگر میرے دوستو! تم ہی بتاؤ کہ اگر وہ تلخ تعلقی کریں وہ حبل اللہ کو چھوڑیں۔ اور جسم قوم کو ناسور بنکر بگاڑنا چاہیں تو آسانی کے ساتھ ہمیں ان کو کاٹ دینا ہوگا۔

اس اصل کو ہمیشہ یاد رکھو کہ دنیا میں اصلاح کا کوئی کام بھی۔ اسکے لئے مشکلات کا آنا لازمی ہے۔

اس موقعہ پر جو حملہ خلافت پر ہوا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس فتنہ سے قوم صحیح سلامت بچ نکلی۔ اگرچہ بعض افراد کے مسموم ہونے کا سخت رنج ہوا ہے مگر ہم خدا کے فضل سے امید کرتے ہیں کہ جلد یا بدیر ان میں سے بھی سعادتمندوں کو حصہ ملیگا

یہ قلمی جنگ ایک وقتی اور ضروری جنگ تھی اب جبکہ فتنہ جو اشد من القتل ہوتا ہے موقوف ہوتا جاتا ہے اسیقدر ہماری طرف سے پیام امن مشتہر ہورہا ہے حتیٰ لا تکون فتنۃ کے وقت تک ممکن ہے کچھ نہ کچھ الزام ہمیں کرنا پڑے۔ لیکن بہت بڑی حد تک معاملہ صاف ہوچکا ہے اسلئے یہ

پیام امن دیا جاتا ہے

اب امن کے قایم ہونے پر جو قوتیں ضروریں اور کام ہوتے ہیں انکی طرف متوجہ کیا جائے گا۔ اس لئے اس سلسلہ میں میں اگلے نمبر میں انشاء اللہ بتاؤنگا۔ کہ اب قوم کا کیا فرض ہے؟ تم خود بھی غور کرو اور جو میں عرض کروں اس کے سننے اور اسپر غور کرنے کو آمادہ رہو

(ایڈیٹر الحکم ریلوے مسافر ۱۳۔ مئی از گوسی)

وی پی آتے ہیں۔

دفتر الحکم میں روپیہ کی سخت ضرورت ہے

(مینیجر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بعثت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بعثت منہاج نبوت پر واقع ہوئی ہے اور یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اس وحی الٰہی میں جو کثرت کیساتھ آپ پر نازل ہوئی۔ آپ کو نبیا اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ براہین احمدیہ سے لیکر آپ کی آخری کتاب چشمہ معرفت تک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف نبیوں کے نام سے پکارا اور بالآخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام سے آپ کو خطاب کیا۔

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور شان بعثت پر مختلف قسم کی بحثیں جاری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیام پہونچانے میں ہمنے کہاں تک کوشش کی ہے۔ اس کے لئے ہم کو اپنے گریبان میں خود منہ ڈالکر غور کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت اور ذات ایک ایسی چیز ہے کہ اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے وہ دین جو عند اللہ الاسلام ہے کیونکہ مسیح موعود پر ایمان ایمان بالرسل میں داخل ہے۔ اور قرآن مجید نے یہ ہدایت صاف الفاظ میں فرمادی ہے:۔

لا نفرق بین احد من رسلہ اور یہی وجہ ہے کہ آمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ کی تلقین میں کسی خاص رسول کا نام داخل نہیں کیا گیا۔ اس امر پر مفصل بحث انشاء اللہ دوسری جگہ آجائیگی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل کے ساتھ کلام کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اس میں جہاں انکی شان و شخصیت کا ذکر ہوگا کوئی لفظ اپنی طرف سے پیش کرنے کی جرأت نہ کرینگے بلکہ خدا کے فضل و توفیق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے کلام اپنی تحریر سے یا حضرت خلیفۃ المسیح کے کلام اور تحریروں سے بان بیانات سے جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں احض و اکابر صحابہ حضرت مسیح موعود نے شایع کئے پیش کرینگے۔ حضرت کی شان بعثت کے مفصل اظہار اور بیانات کی اس لئے ضرورت ہے تا ان لوگوں کو جو اس سے واقف ہیں معلوم ہو جائے کہ آپ کیا ہیں اور کیا نہیں؟

آپ کی شان میں، اطرا نہ ہو جسکے آپ مستحق نہیں اور نہ نعوذ باللہ آپ کی شان کو گھٹایا جاوے۔ احمدی قوم جب تک اپنے امام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل اور نبی یا ظلی نبی ہو کر آیا ہے۔ اس رنگ میں پیش نہیں کرتی۔ مشکل ہے کہ وہ ان مقاصد کو حاصل کر سکے جو اس کی آمد سے وابستہ ہیں۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت کو بالکل الگ کر کے صرف یہ کہدیا جاوے کہ صرف آپکی اس تعلیم سے غرض ہے جو آپ لیکر آئے۔ تو مجھے اس کہنے میں معاف رکھا جاوے۔ تم نے رسول کی قدر نہیں کی۔ اور اس رسالت کی شان اور ضرورت کو تم نے محسوس ہی نہیں کیا!

دنیا میں اخلاقی تعلیم کبھی مفقود نہیں ہوئی اور ہمیشہ اور ہر زمانے میں ہر قوم میں اخلاقی صداقتیں موجود ہوتی ہیں بلکہ ہر شخص کے اندر بدیوں کیلئے ایک نظری کراہت اور نفرت موجود ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں کیوں بھیجا؟ اور ان کے آنیکی وجہ سے خود انہیں اور ان کے ماننے والوں کو عباد الدنیا کے ہاتھوں کیوں تکالیف میں ڈالا؟

یہ ایک سوال ہوگا۔ جسکا جواب آسان نہیں۔ برہمو خیال کے لوگوں کو انکار رسالت کی طرف اسی خیال نے مایل کر دیا اور انہوں نے اپنی جگہ قرار دیا کہ انبیاء علیہم السلام کی ہستی اور ان کی ماموریت پر ایمان لانا نعوذ باللہ غیر ضروری ہے۔ ہاں انکی اصلاح ملک و قوم انکی تعلیم پاک کیلئے ہم ان کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ خیال ہے جو برہمو لوگ پیش کرتے ہیں۔ الکی اس تعریف کی میرے نزدیک ذرہ برابر وقعت نہیں بلکہ یہ ایک بیاخطرناک حملہ ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات پر کہ منکر اور مخالف لوگ بھی نہیں کرتے کیونکہ برہموؤں کے خیال میں نعوذ باللہ خدا کے ماموریں و مرسلین نے اپنے دعوی میں جھوٹ بولا۔ اسی طرح پر آج اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی صداقت کی تعریف کرتا ہے۔ لیکن آپ کے دعوی کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔ وہ

دوسرے الفاظ میں نعوذ باللہ آپ کو کاذب قرار دیتا ہے

یا اگر ہم حسن ظنی کے طور پر کہیں تو وہ اتباع رسول اور ضرورت نبوت کا انکار کر کے برہمو ازم پیدا کرنا چاہتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ لاہور کے مقام پر مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاہزادہ محمد ابراہیم خاں صاحب کی ملاقات کے وقت ایک تقریر فرمائی تھی۔ جو ۱۴۔ مئی ۱۹۰۸ء کے الحکم میں طبع ہوئی۔ اس میں آپ نے اس سورۃ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

تزکیہ نفس بڑا مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکھا۔ اور تزکیہ نفس بجز فضل خدا میسر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اس کا قانون جو جاذب فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جاوے۔ مگر دنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔ نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ اعمال بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں مگر یہ یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے اور یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط بہ اتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعوے کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پر ایمان ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا۔ جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور معیت اختیار نہ کیجائے۔"

قرآن مجید سے فی الحقیقت یہی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ اگر رسولوں پر ایمان لانا اور انکی شخصیت کا مؤمن ضروری نہ تھا تو پھر الٰہی کتابوں کے آنے اور انبیاء کو مامور اور نامزد کرنے کی بھی نعوذ باللہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور یہ کام گویا ایک عبث اور باطل تھا۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں

ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار پس اے پڑھنے والو! غور کرو! اور پھر غور کرو کہ خدا تعالیٰ جو آسمانی سلسلے قایم کرتا ہے اس سے اسکا مقصد انسان پرستی پھیلانا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان انسانوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا درخشاں چہرہ دنیا پر ظاہر ہوتا ہے اور وہ

آئینہ خدا نما ہوتے ہیں

قرآن مجید کو پڑھو۔ اور اس پر تدبر کرو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ رسالت کی کسقدر عظمت قرآن مجید نے بیان کی ہے رسالت اور الوہیت کے درمیان تفرقہ کرنے والوں کے متعلق سخت وعید فرمایا۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا۔

قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ کر ایک مومن کا دل گھبرا جانا چاہیئے۔ اور اس کے بدن پر لرزہ پڑ جانا مناسب ہے۔ قبل اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کسی مامور و مرسل کی شخصیت پر ایمان لانا غیر ضروری سمجھے اگر محض توحید اور اعمال صالحہ ہی کوئی چیز ہوتے تو کیوں لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو شامل کیا گیا۔ اسی خیال اور گمراہی کے خیال نے مسلمانوں میں ایک گروہ پیدا کر دیا جو آج کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی نعوذ باللہ ضرورت ہی نہیں۔ اور اس سے ترقی کر کے ایک شخص نے جو ڈاکٹر عبد الحکیم کے نام سے موسوم ہے یہ اعلان کیا کہ نجات کیلئے صرف توحید کا اقرار کافی ہے۔ گویا اس کے مذہب اور اعتقاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی پاک جماعت کی تمام مساعی جمیلہ نعوذ باللہ فضول تھیں۔ اور آپ اور آپ کے ساتھ والوں نے جو تکالیف اٹھائیں وہ محض بے سود اور نعوذ باللہ کم عقلی کا نتیجہ تھیں۔ اس قسم کے بیہودہ خیالات اور لغو اور سراسر ہیچ مفتریات ان دماغوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جنہیں الہیات کے سمجھنے کا مادہ نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو پاک تعلیم لے کر آئے اور آپ سے پہلے جسقدر نفوس نبیوں کے نام سے آئے اور اسی حیثیت سے انہوں نے دنیا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ وہ سب کے سب جہاں لا الہ الا اللہ کی مشترک اور اجتماعی تعلیم لائے وہاں انہوں نے اپنی اطاعت کا بھی حکم دیا ان کا ایسا حکم اپنی شخصیت کی عظمت کیلئے نہیں تھا۔ بلکہ تکمیل توحید کی ہو نہیں سکتی۔ جب تک ان مامورین و مرسلین پر کامل ایمان نہ ہو۔ کیونکہ وہ اصل غرض تو اسی ذریعہ سے پوری ہوگی۔ جو گناہ سوز فطرت اور تزکیہ نفس کے رنگ میں رکھی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی مقتدر اور متصرف بالارادہ ہستی پر زندہ ایمان بلکہ عرفان پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک ان کمزور اور سخت آزمائش ہستیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ ہوں۔ وہی نشان ہوتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ خدا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔

غرض یہ ایک مسلم بات ہے اور اس بات سے کوئی سلیم الفطرت انکار نہیں کر سکتا کہ توحید کی حقیقت کو سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک لذیذ اور غیر متزلزل ایمان پیدا کرنے کیلئے ایمان بالرسالت کی ضرورت ہے وہ شخص سے کم نہیں جو سلسلہ رسالت کا انکار کرتا ہے

کیونکہ پہلا وجود جس نے خدا کے مامور و مرسل خلیفۃ اللہ آدم کا انکار کیا وہ شیطان تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ مسئلہ آیا ہے اور جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے عبد الحکیم مرتد نے یہ مذہب پیش کیا کہ نجات کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام گذشتہ نبوتوں کی جامع اور آئندہ آنیوالی نبوتوں کیلئے بطور ایک اہم اور چشمہ رحمت کے ہے۔ اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی عدم ضرورت کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے کہ

کسی نبوت و رسالت پر ایمان ضروری نہیں

اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان محض ناقص اور نامکمل ہے۔ اور وہ سود مند نہیں۔ ایک عیسائی ایک یہودی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے معذور ہو سکتا تھا۔ اور مسیحی اور موسوی نبوت کا اقرار اسلئے ایک سپر کا کام دے سکتا تھا۔ مگر اس الحق کے آنے کے بعد اس کا انکار محض ہلاکت ہے۔ جیسکہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا

فماذا بعد الحق الا الضلال

پس جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار ہلاکت کرنیوالا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایک بند جو ہٹ کیطرح قرار دینا اور اس کے آثار و ثمرات سے انکار کر دینا یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کے انکار کی ایک صورت ہے۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص ایک جلیل الشان بادشاہ کے متعلق خیال کرے کہ یہ بادشاہ تو ہے۔ مگر اسکے دربار سے کسی کو کوئی فیض اور فضل نہیں مل سکتا! اور اس کی فرمانبرداری اور وفاداری و اطاعت کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ ایسا شخص درپردہ اس بادشاہ کی ہتک کرتا اور اس کے خلاف لوگوں کے اندر مخالفت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ پس اسی طرح پر جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گو شک نہیں تمام نبوتوں کے جامع ہیں۔ اور تمام پہلی روشنیاں اُن پر آکر پوری ہو گئی ہیں۔ لیکن آئندہ کوئی شخص ان کے نور نبوت سے فایدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور کوئی شخص اس نور کو لیکر نبی نہیں ہو سکتا وہ اس روشنی کو روشنی نہیں بلکہ تاریکی قرار دیتا ہے۔ ایسی حالت میں جو شخص اس صداقت کے اظہار کیلئے مبعوث ہو اس شخص پر ایمان نہ لانا دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے یہی وجہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے۔ جیسا کہ ہمارے ناظرین اسی سلسلہ مضامین میں آپ کی تحریروں اور تقریروں کے اقتباس پڑھینگے۔

ضرورت نبوت اور ایمان بالرسالت

پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقت الوحی صفحہ ۱۰ سے لیکر صفحہ ۱۲ تک بڑی وضاحت سے بحث کی ہے۔ میں ناظرین الحکم کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس حصہ کو ضرور پڑھیں افسوس تو یہ ہے کہ ہماری جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کیطرف کم توجہ کرتی ہے اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو التزاماً آپ کی تصنیف کو پڑھتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور معرفت اور یقین کی راہیں کھلتی ہیں۔ امام الزمان کو جو بسطت فی العلم دیجاتی ہے اس کے آثار و ثمرات سے انسان بہرہ مند ہوتا ہے۔ غرض مامورین و مرسلین کی بعثت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اور بدوں اسکے ایمان ناقص اور بے سود رہتا ہے۔

اب تمہیدی نوٹ کے بعد یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ کیا ایک نبی اور رسول کی شان سے یا محض ایک معمولی ریفارمر کی حیثیت سے جسکا ماننا نہ ماننا یکساں ہو۔

اس مقصد کیلئے مجھے اپنی طرف سے کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے یا واضح الفاظ میں یوں کہو کہ جسطرح خدا نے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

(باقی آئندہ)

دردِ دل

(واقعات لاہور پر ایک نظر!)

ہمارے بعض دوست الحکم کے ان مضامین کو پڑھ کر جو پیغام کے جواب میں لکھے گئے تھے۔ چیں بجبیں ہو رہے ہیں اور مضامین میں شور مچا رہے ہیں۔ اگر ان کو پیغام اور اہل پیغام کی خطرناک روش کا کچھ بھی علم ہوتا تو وہ کبھی ایسی گھبراہٹ ظاہر نہ کرتے۔ اس بے چینی کی وجہ یہی ہے کہ آجتک ہمارے دوست ان اہل الرائے اصحاب کی نسبت حسن ظنی سے کام لیتے رہے ہیں۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے دن تک کی ان تمام کارروائیوں کا علم نہیں تھا۔ جو منکرین خلافت چھ سال سے کر رہے تھے۔ وہ خیال جو ان اصحاب کی بزرگی اور تقوے کے متعلق عرصہ دراز سے ہمارے دوستوں کے دماغوں میں سمایا ہوا تھا۔ فوراً کیونکر نکل سکتا تھا۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب منکرین خلافت خلیفہ ثانی کی تقریر پر شور مچانا شروع کیا تو بہت سے شریف النفس اور سیدھے سادے لوگ ان کے جال میں پھنس گئے اور جس سے جا کر پوچھا گیا کہ تم نے خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کی یا یہی جواب دیا۔ کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جیسے پرانے اور معزز احمدی اتنی جلدی گمراہ ہو جاویں۔ اس کے بعد جوں جوں واقعات اپنا اصلی چہرہ دکھاتے گئے۔ توں توں باطل کے سیاہ بادل اڑتے چلے گئے یہاں تک کہ بہت حد تک مطلع صاف ہو گیا اور ان فریب خوردہ دوستوں کو بھی اپنے ان اہل الرائے اصحاب کی خطرناک غلطی کا پتہ لگا۔ بہت سے دوست جو اس بے جا حسن ظنی کا شکار ہو گئے۔ مگر خدا کے فضل سے بچ گئے۔ اب بھی بہت سے ایسے دوست ہیں جو ابتک اس فضول حسن ظنی سے کام لے رہے ہیں جب کبھی پیغام کے جواب میں کچھ لکھا جاتا ہے۔ تو فوراً شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ دیکھو یہ کیا ہو گیا ہے۔ الحکم نے غضب کیا! الفضل نے کتنی سختی کی ہے۔ مگر جب پیغام میں کوئی اہل الرائے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی سلمہ اللہ تعالےٰ کا کبھی پوپ۔ دنیا پرست۔ تفرقہ انداز۔ تقویٰ کی راہ سے دور قدم مارنے والا۔ پیر پرستی سکھانے والا۔ وغیرہ وغیرہ ناموں سے یاد کیا کرتا ہے۔ تو ان بھی خواہان اہل الرائے کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی کیسے اندھیر کی بات ہے۔ اگر پیغام صلح کی کسی غلط بیانی کی حقیقی واقعات کو پیش کر کے تردید کیجائے۔ تو انسانوں کو چھوڑ کر مسجد کی اینٹوں۔ پتھروں۔ مینا روں۔ بوریوں۔ لوٹوں۔ چرچوں۔ بڑ کے درخت کی شاخوں۔ پتوں۔ غرضکہ تمام بے جان چیزوں سے شہادت لینے والے بھی عاشق نما دشمن میدان میں کود پڑتے ہیں۔ مگر اگر پیغام حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ثانی۔ اہل بیت۔ اور دیگر بزرگان ملت کے متعلق کچھ گستاخی کے کلمات لکھدے یا اہل الرائے کا کوئی ممبر ان پاک روحوں پر نہایت بے رحمی سے حملہ کرے تو ہمارے تمام کے تمام کھڑپینچ صاحبان اور فریب خوردہ اصحاب زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ گویا ان کو یہ پتہ ہی نہیں کہ کیا ہوا ہے۔ افسوس صد افسوس ایسے انصاف پر۔ ایسی عقل پر۔ اور فہم و فراست پر۔ افسوس ہمارے ان اصحاب پر۔ جنکی ہم ایک وقت دلجوئی کیا کرتے تھے۔ اور جنکے لئے ہم اکثر دعائیں کیا کرتے تھے اور ان کو اپنی سر آنکھوں پر جگہ دیتے تھے۔ انہی کے ہاتھوں ہمیں وہ وہ تکالیف پہونچ رہی ہیں کہ جسنے ہمارے دل و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اور اگر ہم اپنے دکھ اور تکلیف کی وجہ سے رونا چاہیں تو ہمارے دوسرے دوست نما دشمن بدخواہ رونے بھی نہیں دیتے۔ اور دھکیاں دینا شروع کر دیتے ہیں ہم تو چاہتے ہیں کہ اب جبکہ معاملہ طے ہو چکا ہے اور منکرین خلافت نے علیحدہ سنڈلی قایم کر لی ہے اور ہندوؤں کے سوانگ کی

طرح نیا مدینۃ المسیح اور نیا مقبرہ بہشتی قایم

کر لیا ہے ہم معاملات زیر بحث اشد ضرورت کے سوا کچھ نہ لکھیں مگر منکرین خلافت ہمیں مجبور کر ہی دیتے ہیں۔ کہ اپنے بھائیوں کے سامنے اپنے دکھ درد کو پیش کریں

دوستو! آج لاہور سے ہمیں ایک نہایت ہی افسوسناک خبر پہنچی ہے کہ منکرین خلافت نے ہمارے ایک پیارے دوست سے جس کو ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور جسپر ہم سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ منکرین خلافت نے نہایت بری طرح سلوک کیا ہے۔

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی جنکے نام نامی سے ہمارے سینکڑوں دوست اچھی طرح واقف ہیں۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام خلیفہ اول نے لاہور کی مسجد احمدیہ کا امام مقرر کر کے بھیجا تھا۔ آپ ایک ایسے جید عالم ہیں کہ ان کے سامنے اگر تمام اہل الرائے اصحاب علم و فضل میں الٹے مقابلہ کریں۔ تو خدا کے فضل سے ایک منٹ کیلئے بھی ٹھہر نہیں سکتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو آپ سے بہت محبت تھی چونکہ مولوی صاحب موصوف بڑے باغیرت انسان ہیں اور کسی کی چاپلوسی

کرنا آپ کی عادت میں داخل نہیں - اور دیشانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں - اور بڑی اخلاقی جرأت کے مالک ہیں اسلئے حضرت خلیفہ اول کی حین وحیات میں ہی ہمارے ۱۲ الرائے اصحاب ان کے ساتھ فتنہ عداوت رکھتے تھے - اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے ابتدا ہی سے خادم تھے - انصار اللہ کے ممبر تھے - اور حضرت خلیفہ کے دعاوی کو پیش کرنے کا جوش رکھتے تھے اور چونکہ ہمارے اہل الرائے اصحاب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی اور سلسلہ کو پہلے ہی سے **دقتی اور غیر ضروری** سمجھتے اور غیر احمدیوں کے ساتھ ملکر کام کرنا چاہتے رہے ہیں - اس لئے یہ دیکھکر کہ ہم تو احمدی اور غیر احمدیوں میں اصولی فرق کا اعلان کرتے ہیں - اور یہ فرق عظیم کا پتہ دیتے ہیں تو بہت تکلیف ہوتی تھی -

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وصال سے چار پانچ ماہ پہلے کا ذکر ہے - کہ مولوی صاحب بیمار ہو گئے اور دیر تک بیماری میں مبتلا رہے - حضرت کی وفات سے پندرہ سولہ دن پہلے آپ نے ایک ماہ تک طبی مشورہ کے ماتحت خاموش رہنے کے بعد مسجد اقصیٰ میں تقریر فرمائی - اور آپنے آہستہ آہستہ کام کرنا شروع کر دیا - اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ اب بہت حد تک تندرست ہیں - اور لاہور میں عرصہ ایک ماہ سے تشریف رکھتے ہیں - چونکہ آپ اسجگہ کے سالہا سال سے امام مسجد ہیں - اسلئے آپ کو جمعہ پڑھانے کا حق حاصل تھا - مگر ہمارے اہل الرائے اصحاب نے شور وغل مچانا شروع کر دیا کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کو امام نہ بنائیں گے - وہی خطبہ وغیرہ پڑھا یا کرینگے موجودہ اختلاف کی وجہ سے اگر ایسا انتظام پہلے ہی سے کر لیتے تو کوئی افسوس کی بات نہ تھی - مگر ہمیں یہ سنکر افسوس ہوا ہے کہ مولوی صاحب کی شان میں بہت سے سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں - ہمارے انہیں اہل الرائے اصحاب کی مہربانیوں کا نتیجہ تھا کہ لاہور کی گمٹی بازار کی مسجد ہاتھ سے جاتی رہی تھی - آج ہمارے دوستوں کو مسجد احمدیہ واقعہ احمدیہ بلڈنگس سے بھی جواب دیدیا ہے - ہم اپنے ان لاہوری اصحاب کو جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی کے دست مبارک پر بیعت کر لی ہے - یہی مشورہ دیتے ہیں کہ صبر واستقلال سے کام لیں - اور حتی الوسع فتنہ وشر سے بچنے کی کوشش کریں - اور یہ کارروائی جو انہوں نے کی ہے کہ اپنا جمعہ میاں چراغدین صاحب کے مکان پر ادا کرنا شروع کیا ہے - ہم اس کو بہت پسند کرتے ہیں - ہمیں امید ہے کہ اگر وہ اس وقت بجائے جھگڑا کرنیکے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرینگے - تو وہ ضرور ان کے لئے بہتر سے بہتر انتظام کر دیگا -

سخت ضرورت ہے } کمیٹی تعلیم قادیان کو پچاس ایسے احمدی استادوں کی ضرورت ہے جو کم از کم پرائمری پاس ہوں اور قرآن شریف کا ترجمہ بخوبی جانتے ہوں اور وہ احمدی اشخاص جو قرآن شریف کا ترجمہ نہیں جانتے وہ بھی قرآن شریف باترجمہ پڑھنے کے لئے اپنی درخواستیں میرے نام بھیجدیں والسلام

(خاکسار عبدالعزیز سکرٹری کمیٹی تعلیم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور)

یونیورسٹی کے امتحانوں میں شامل ہونیوالے احمدی نوجوانوں کی خدمت میں ایک التماس

چند سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ ہم نے ایک دفعہ یونیورسٹی کے ایک امتحان سے فارغ ہو کر قادیان قیام کیا تھا اور چونکہ ان دنوں بھی حضرت مسیح موعود رضی اللہ عنہ خلیفہ اول نے خاص طور پر درس قرآن کریم شروع کرایا تھا - اسلئے ہمنے مناسب سمجھا کہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی اس کار خیر میں حصہ کیلئے ترغیب دیں - اس خیال کو مدنظر رکھکر الحکم میں احمدی نوجوانوں کی خدمت میں ایک التماس کی تھی اس وقت بہت تھوڑے اصحاب - نے ہماری اس التماس کیطرف توجہ کی تھی - آج پھر بحیثیت احمدی ہونیکے محض خیر خواہی اور ہمدردی کے رنگ میں ان دوستوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں شاید کسی سعید روح پر ہمارے ان الفاظ کا اثر ہو جائے -

پیارے دوستو زندگی کا کچھ اعتبار نہیں دنیا میں مادہ پرستی کا اتنا زور ہے اور مشاغل اتنے بڑھ گئے ہیں کہ انسان کو دینوی کاموں سے ہی ایک منٹ کیلئے فرصت نہیں ہوتی - مغربی تہذیب نے ہندوستان کی تمام اقوام پر اپنا اثر ڈالا ہے - اگرچہ ایک لحاظ سے مغربی تہذیب بابرکت ثابت ہوئی ہے - کہ اس نے لوگوں کو خداداد قوتوں کو استعمال کر کے دینوی فوائد کے استعمال کرنے کا ایک طریقہ سکھایا ہے اور مسلمانوں کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرایا ہے - کیونکہ قرآن مجید ہر وقت اس کو اپنی طرف بلاتا ہے اور نصیحت کرتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں سے پورے طور پر فائدہ اٹھائے - مگر ایک بڑا زہریلا اثر جو ہمارے نوجوانوں کی حالت پر پڑا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے مذہب کو ایک معمولی کھیل سمجھ رکھا ہے - آجکل کے ملانوں نے مذہب اسلام کو بوجہ اپنی دنیوی اغراض کے ایسی بھونڈی شکل میں پیش کیا ہے - اور اسلام کے منور چہرہ کو اپنی لغویات سے ایسا چھپا دیا ہے کہ غیر مسلم اقوام تو کیا اپنے ہی مذہب کے نام سے سینکڑوں کوس بھاگتے ہیں - مذہب کو ایک تفرقہ انداز چیز خیال کرتے ہیں - اور جسطرح یوروپین اقوام نے مذہبی معاملات عیسائی پادریوں کے سپرد کر چھوڑے ہیں - اسی طرح ہمارے آجکل کے نام نہاد مسلمانوں نے مذہب اسلام کو ملانوں کے حوالہ کر چھوڑا ہے کہ وہ جانیں اور انکا کام - خود نہ کبھی کسی بزرگ کے پاس بیٹھے نہ ایسی باتوں میں دلچسپی لی - کالجوں میں جاؤ خود مسلمان طلباء کی مذہبی حالت کا اندازہ لگاؤ تو سوائے تعجب کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا - اللہ اللہ وہ مسلمان جن کو ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہونیکی تعلیم دیگئی تھی اور جن کو ان کے پیارے نبی نے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے تندرستی - بیماری میں عسر میں یسر میں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو حاضر وناظر یقین کرنے کی تعلیم دی تھی - ہاں وہی مسلمان جنہوں نے انہی اصولوں پر کاربند ہو کر کمر ہمت باندھ کر جب کام کرنا شروع کیا تو بجلی کیطرح دنیا کے تمام حصوں میں جا نکلے تھے - جنکا نام عجمی بادشاہوں اور شاہنشاہوں کے قصرات میں ایک خطرناک زلزلہ پیدا کر دیتا تھا - اور ان کے جسموں سے موت و مردانگی کی روح نکال کر ان کو مجسم بزدلی بنا دیتا تھا - وہ مسلمان جو سلطنتوں کی موجودگی میں بھی نہایت منکسر مزاج اور خدا ترس تھے اور نرم دگرم ہر قسم کی تعلیم اسلام کو ہاتھ سے نہیں دیتے تھے - آج انہی مسلمانوں کی اولاد ہائے انہی خدا کے پیاروں کی اولاد مغربی تہذیب کا شکار ہو کر ایسے رنگ میں رنگین ہو گئی ہے کہ اسلام کے نام پر ہنسی آتی ہے - اور مذہبی لوگوں پر ٹھٹھا اڑاتی ہے - کالجوں کے طلباء کے مطالعہ کے کمرے کی الماریوں کا ملاحظہ کرو - بڑے بڑے انگریز ناولسٹوں کی تصانیف پاؤ گے - جو انسان کے خیالات پر اگر وہ کسی مذہبی بنیاد پر مضبوط نہ ہو بہت برا اثر ڈالتی ہیں - شیکسپیر کے ڈرامہ کی اعلیٰ سے اعلیٰ ایڈیشن موجود ہوں گے - ہاں اگر کوئی کتاب نہیں ہوگی تو قرآن مجید نہیں ہوگا - دن بھر پڑھائی کرتے ہیں موسم سرما میں رات کے وقت ایک ایک بجے تک بیٹھکر لمپوں کا تیل ختم کرتے اور اپنی صحت خراب کرتے ہیں - اگر کوئی وقت فرصت کا نکل آئے - تو چند دوستوں کے پاس بیٹھکر لاف وگزاف میں گذار دیتے ہیں - مگر بھولے سے بھی ان کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ ہم دنیا میں کیوں آئے - ہمیں کس نے پیدا کیا - ہمیں کیا کرنا ہے اور کدھر جانا ہے اور ہماری زندگی کا کیا مقصد ہے - غرضیکہ زمانہ حال کے طلباء کا آپ لوگ اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں - یہ تو ان لوگوں کا حال ہے - جن میں سے کہ آئندہ زمانے کے **پالیٹیشن** اور لیڈران قوم پیدا ہوں گے اب دوسری طرف دوسرے پیشہ وروں کی حالت پر نظر ڈالو تو وہ اور بھی برے رنگ میں نظر آئینگے ہمارے دوستو! تم خود ہی غور فرماؤ کہ دنیا کی کیا حالت ہے اور کسقدر مخلوق ہلاکت اور تباہی کے گڑھے کیطرف جا رہی ہے - اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ایسی نازک حالت میں محض اپنی رحمانیت سے ہماری حالت پر رحم کر کے ایک پیارے کو ہماری رہنمائی کیلئے بھیجا - جسکا مدت سے انتظار ہو رہا تھا - پھر خدا کا شکر ہے کہ اس کے فضل سے ہمنے اس کو پہچان بھی لیا - اور اسکے خدام میں شامل ہونیکی توفیق پائی - پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اس قدر عظیم الشان احسان کیا ہے تو کیا ہمارا یہ کام ہونا چاہیے کہ اس نعمت عظمیٰ کو بغل میں دبا کر رکھیں اور لوگوں کو اس سے مستفید ہونیکا موقعہ نہ دیں - زمین کی چیونٹیوں کو دیکھو کہ ایک دانہ ملنے پر کسطرح دوسری چیونٹیوں کو بلاتی ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں - آسمان کے پرندوں کو دیکھو کہ ایک کھانے کی چیز پانے پر کسطرح ایک دوسرے کو بلا لیتے ہیں تو کیا انسان ہی ایسا سنگدل ہو گیا ہے کہ اسکے دل میں کسی ہمجنس کیلئے تڑپ پیدا نہ ہو - انسان میں یہ مادہ موجود ہے اور ضرور موجود ہے ہاں جو اس کو استعمال نہیں کرتا وہ پھر سنگدل ہو جاتا ہے - جسطرح ایک عضو کو استعمال نہ کرنے سے وہ عضو بیکار ہو جاتا ہے - اسیطرح قوائے عقلیہ کو استعمال نہ کرنیسے وہ بھی بیکار ہو جاتے ہیں - مگر وہ انسان جسکو کبھی کبھی اپنی ہستی پر غور کرنے کا موقعہ ملتا ہے جو انسانیت کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا ہے - وہ اس بات کو خوب سمجھ لیتا ہے اور اس کے دل میں بنی نوع انسان کیلئے ضرور درد پیدا ہوتا ہے جو اس کو مجبور کرتا ہے - کہ وہ مخلوق خدا کی خدمت کرنے کو اپنی سعادت سمجھے - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہسٹری پر ایک نظر ڈالو کہ انکی ترقی کا کیا راز تھا - بس یہی کہ وہ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ میں اپنا کوئی نظیر نہیں رکھتے تھے - بنی نوع انسان کی

ہلاکت سے بچانیکے لئے ایک تڑپ ہی تھی۔ جس نے ان کو گھر سے بےگھر وطن سے بےوطن مال سے بے مال کر دیا تھا آرام کی زندگی کون نہیں چاہتا۔ مگر بتاؤ تو سہی کہ ان عرب کے رہنے والوں کو کونسی بات کھینچکر دنیا کے چاروں کونوں میں لے گئی تھی۔ پس جب تک تمہارے اندر وہی جوش وہی تڑپ وہی روح پیدا نہ ہوگی تم کو اس قدر عظیم الشان کامیابی کا چہرہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کی حالت گری ہوئی ہے وہ ضرور اس کو محسوس کرتے ہیں۔ اور غیر قوموں کو دیکھکر اپنی ترقی کے لئے وہ مادیت کے اصولوں کو اختیار کر رہے ہیں۔ گویا کہ ابتک ان کو پتہ ہی نہیں لگا کہ ان کے تحت الثریٰ تک پہونچ جانے اور اس قدر ذلیل و رسوا ہونیکا کیا سبب ہے۔ اور وہ کسطرح دوبارہ اُٹھ سکتے ہیں۔ پس تم ان کو ترقی کا راستہ دکھانے کیلئے آگے بڑھو۔ اور ان کا ہاتھ پکڑلو۔ اور جسطرح حضرت مسیح موعودؑ نے تمہارے بچانیکے لئے اتنی موتیں اپنے اوپر وارد کیں تم بھی اسی طرح بیدار ہو جاؤ اور لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کے لئے موت قبول کرو۔ مگر جب تم خود ہی نکمے ہو گے تو لوگوں کی کیا مدد کرو گے۔ پس اس عظیم الشان خدمت اور فرض کو ادا کرنے کے لئے پہلے اپنی اصلاح کرو۔ اور اس کام کیلئے تیاری کرو اس اصلاح اور تیاری کیلئے سوائے اس کے اور کوئی بہتر انتظام نہیں ہو سکتا۔ کہ تم سیدھے قادیان آجاؤ اور قرآن کریم کے درس میں شامل ہو جاؤ۔ ایسے دن بہت ہی کم آتے ہیں۔ پس وقت کو غنیمت جانو۔ اور تین چار ماہ تک جب تک کالج دوبارہ نہ کھلیں تم یہاں رہ کر فایدہ اٹھاؤ۔

آجکل حافظ روشن علیصاحب نے بھی ابتدا سے قرآن شریف پڑھانا شروع کیا ہے۔ اس میں آکر شامل ہو جاؤ۔

اگر تمام لیمے احمدی طلباء جنہوں نے امسال امتحان دیا ہوا ہے قادیان آجاویں تو تھوڑے سے عرصہ میں وہ بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

ہمارے عزیز دوست شیخ محمد عیلے صاحب اسی غرض کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔ اور بہت سے امیدواران امتحان انٹرنس بھی باقاعدہ سبقوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ پس دوسرے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ ان کے نیک نمونہ کی تقلید کریں۔ خدا سب کو یہاں آنے کی توفیق دے

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ریویو

جہان اسلام

ہمارے ایک دوست ابو سعید العربی دہندی نے قسطنطنیہ سے ایک ماہوار رسالہ جہان اسلام۔ عربی ترکی اردو۔ تینوں زبانوں میں شایع کرنا شروع کیا ہے۔ تاکہ دنیا کے تمام مسلمانوں میں باہمی تعارف پیدا ہو۔ آپنے رسالہ کو نہایت مفید اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔

پیام صادق

ہمارے ایک معزز دوست سید صادق حسین صاحب مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ نے ایک اور رسالہ پیام صادق تصنیف کیا ہے۔ سید صاحب اپنی تحریر میں خاص طور پر مشہور ہیں اور قلمی جہاد کرنے کا خاص ملکہ رکھتے ہیں۔

تمام رسالہ نظم میں لکھا گیا ہے۔ اس میں آپنے وفات مسیح ختم نبوت۔ سلسلہ الہام۔ دعاوی مسیح موعود کے مسایل پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔ اور ان کے متعلق نقلی دلایل حدیث و قرآن کریم بصورت نثر حاشیہ پر نقل کی ہیں۔ احمدی اور غیر احمدی اصحاب کیلئے نہایت ہی مفید ہے ۲؎ قیمت پر مصنف سے مل سکتا ہے۔

امرت دھارا بلڈنگس میں ایک شاندار جلسہ

۹ ستمبر کی شام کو ساڑھے ۶ بجے ریلوے روڈ پر امرت دھارا بلڈنگس میں نو تعمیر کردہ عمارت کی افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں لاہور کے بہت سے ہندو مسلمان معزز اصحاب کو مدعو کیا گیا تھا۔ مسٹر کینوے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صدر جلسہ تھے۔ چند تقریروں کے بعد کچھ ریفریشمنٹ بھی دیا گیا اور کارروائی ختم ہوئی۔

بیروت میں ہمارے بھائی ولی اللہ شاہ صاحب کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت بڑی کامیابی ہو رہی ہے الحمد للہ علے ذالک شاہ صاحب تقوی و طہارت میں نوجوانوں کیلئے اعلیٰ درجہ کے نمونہ ہیں وہاں کے گورنر نے ان کو ایک بڑی دعوت میں بلایا پچھلے ہفتہ انہوں نے ایک کانفرنس میں ایک لیکچر دیا۔ جو بڑی کامیابی سے ختم ہوا۔ سب سے پہلا لیکچر آپ کا تھا۔

شاہ صاحب نے ایک بےنظیر قربانی کی ہے۔ گھر بار چھوڑ کر دنیا کے فواید پر لات مار کر والدین اور دیگر خویش و اقارب کو چھوڑ کر عین عالم شباب میں اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مجاہد بنکر دور دراز ممالک میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اگر ہم انکی اور طرح سے مدد نہیں کر سکتے تو چاہیئے کہ کم از کم ان کے لئے دعائے خیر تو کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ہر جگہ کامیاب و بامراد کرے

ہمارے دوسرے **بہادر سپاہی** مجاہد فی سبیل اللہ شیخ عبدالرحمن نومسلم مولوی فاضل ہیں۔ جو مصر میں علاوہ عربی لٹریچر کے مطالعہ کے تبلیغ کا کام بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے عربی میں کئی کئی صفحوں کے ٹریکٹ شایع کرنے شروع کئے ہیں۔ چونکہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پیش کئے ہیں۔ اسلئے پکی مخالفت شروع ہو گئی ہے۔

تمام دوست آپکی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔
مخالفت کا چھڑنا بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے

دارالامان کا ہفتہ

اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

کی طبیعت دس بارہ روز سے کچھ ناساز ہے گلے میں خراش سی ہے تمام دوست حضرت کیلئے دعا فرماویں۔

حضرت امیر المومنین نے اپنے بچہ کا نام مبارک احمد رکھا ہے۔ خدا اس مبارک کو مبارک بنادے۔

حضرت صاحب زادہ مرزا بشیر احمد صاحب امتحان بی۔ اے سے فارغ ہو کر قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ اور اسکول میں ہیڈ ماسٹر صاحب کو اپنی ڈیوٹی کے ادا کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔

۱۱۔ ستمبر کو شیخ **یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم** ایک نہایت ضروری کام کیلئے بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔ خدا آپ کو بخیریت واپس لائے۔

۱۴۔ ستمبر کو ماسٹر عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر صاحب نور بحکم حضرت امیر المومنین جھالکنی تشریف لیگئے ہیں۔ خدا آپ کی مدد کرے۔

نور کی یہ خبر کہ ایڈیٹر صاحب الحکم ولایت تشریف لیگئے ہیں۔ غلط ہے۔ ابھی تک ہمیں کوئی اطلاع اسکے متعلق نہیں پہونچی۔

ہمارے عزیز دوست شیخ محمد عیلے صاحب الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان بی۔ اے کے کام سے فارغ ہو کر علم دینیات کی تحصیل کیلئے قادیان تشریف لائے ہیں۔ امید ہے دوسرے دوست بھی ان کی اس نیک مثال کی تقلید کرینگے۔

ماسٹر عبدالرحمن صاحب نومسلم جو دو سال کی رخصت پر شہر جموں کالج میں بی اے کے امتحان کی تیاری کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ امتحان سے فارغ ہو کر قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ چند دن کے بعد اسکول میں کام کرنا شروع کریں گے

ہائی سکول اور مدرسہ دینیات دونوں باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔

مسٹر مبارک علی صاحب بی۔ اے ایل ٹی۔ میرزا البشیر احمد صاحب اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب نومسلم کی تشریف لانے سے سکول سٹاف بہت مضبوط ہو گیا ہے۔

سخت ضرورت ہے

دفتر الحکم کیلئے ایک تجربہ کار کلرک کی ضرورت ہے تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

کیا یہی منطق ہے؟

(ایڈیٹر الحکم کے مضمون کا جواب)

الحکم کے ۱۴- مئی کے پرچہ میں ہمنے پیغام کے مضمون کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ مگر بوجہ قلت گنجایش وہ مضمون ناتمام ہی رہ گیا تھا۔ اس لئے سبب وعدہ باقی حیاں درج کیا جاتا ہے (۱)۔

"یہ سچ بات ہے کہ جب کوئی انسان گالی گلوچ پر اتر آئے۔ اور معقول باتوں کا کوئی بھی جواب نہ دے سکے تو مقابل کے شخص کو چاہیئے کہ خاموش ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ کچھ معقولیت کے رنگ میں پیش کریگا۔ تو دوسرے کی دیوانگی اور بھی بڑھ جائیگی۔ اور سوائے فساد کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئیگا۔ مگر بعض اپنے بھائیوں کو غلط فہمی سے بچانے کیلئے ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ ہمارے دوست خدا کے لئے الحکم کے ۷- مئی کے پرچہ کو اور پیغام کے ۱۰- مئی کے پرچہ کو مقابل رکھکر مطالعہ فرماویں۔ اور خود ہی انصاف فرمائیں کہ ہمارے مہربان دوستوں نے الحکم کی باتوں کے جواب دینے میں کہاں تک معقولیت سے کام لیا ہے۔ کسی کی تکلیف پر ہنسی کرنا اور خوش ہونا کسی مومن کا کام نہیں۔ جو شخص دنیا میں کام کرتا ہے اس کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایک شخص جو صبح سے لیکر شام تک کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتا اگر وہ غلطی نہیں کرتا۔ تو کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔ لیکن اگر کوئی کام کرنے والا ہر قسم کی غلطیوں سے محفوظ رہے تو البتہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ مگر انسانی تجربہ اور مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ جو شخص کام کرتا ہے اس سے غلطیوں کا سرزد ہونا لازمی ہے۔ ان غلطیوں کے سرزد ہونے سے اس کو تنگ گذار گھاٹیوں سے گزرنا پڑتا ہے اور ان مصایب سے گذرتے وقت اگر وہ حوصلہ ہمت اور جواب دیدے تو اسکے لیاقت ہونے میں کچھ شک نہیں۔ لیکن اگر وہ مردانگی سے ان تکالیف کا مقابلہ کرتا ہے۔ تو اسکی طاقت۔ اس کا استقلال۔ اس کا حوصلہ پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ پھر بڑی سے بڑی مصیبت بھی اس کے سامنے ہیچ ہوتی ہے۔ ایڈیٹر الحکم کو گذشتہ سالوں میں جو مالی مشکلات پیش آئیں۔ وہ مشین پریس کے خریدنے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ جسکی آمد خرچ کے مقابل پر بہت ہی کم تھی۔ اس کام میں اگر اس نے تکلیف اٹھائی اور بڑے قرضہ کے نیچے دب گیا۔ تو کیا یہ کسی سفر ابن النفس انسان کیلئے دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ یہ کہدے کہ یہ سب کچھ میری مخالفت کا نتیجہ ہے ہمارے خیال میں تو کسی سمجھدار انسان کا کام نہیں پھر مشین پریس خریدنے کی وجہ سے ایڈیٹر الحکم زیر بار ہو گیا۔ اور قوم کی خدمت میں مالی امداد کی درخواست پیش کی۔ تو کیا اس نے گناہ کیا؟ ایک غلام جو اپنے آقا کی عرصہ دراز سے خدمت کرتا رہا ہو اور اسی کی خدمت کرتے اسکے بال بھی سفید ہو گئے ہوں۔ اور اگر کسی وقت کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے اور اپنے آقا سے مدد کیلئے درخواست کرے۔ تو کون ہے جو اس غلام کی اس درخواست کو ناجائز قرار دیگا کیا اس کا حق نہیں کہ اس مصیبت سے نجات پانے کیلئے اپنے آقا کے آگے دست دراز کرے۔ پس اگر ایڈیٹر الحکم نے۔ ایک یا دو مرتبہ مالی امداد کے لئے مور خواست کی۔ تو کونسا ظلم کیا۔ مسلم نہیں کہ ہمارے اہل الرائے احباب کو اس میں کوئی قباحت نظر آئی ہے۔ پھر ہمارے دوست یہ بھی فرماتے ہیں کہ "بالآخر جب حضرت مسیح پر اسکی بڑھتی ہوئی جوع البقر کا راز کھلا۔ اور وہ قریباً ۱۹۰۸ء کے بعد کا زمانہ ہے تو یہ شخص حضور کی نگاہ سے ایسا گرا کہ حضرت خلیفۃ المہدی کو بھی اسکی ترقی و استحکام کیلئے دعا کرنے کی توفیق بارگاہ الٰہی سے نہ ملی۔ جسکا ذکر خود حضور والا نے کئی بار عوام کے روبرو کیا"

ان فقروں میں ہمارے اہل الرائے احباب نے اپنی طرف سے بہت ہی پردہ پوشی سے کام لیا ہے فقرہ "جسکا ذکر خود حضرت والا نے کئی بار عوام کے روبرو کیا" سے اگر کوئی بیوقوف دب جائے تو دب جائے۔ مگر عقلمند اصحاب اس فقرے کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں۔ جبدن ہمارے دوست ان کلمات کو شایع کریں گے۔ اس دن ہم بھی جواب دینگے مگر سر دست اتنا عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض وقت ایک بچہ سے غلطی کرتا ہے۔ تو باپ اس کو بلا کر خوب ڈانٹتا ہے کہ تم بڑے شریر ہو تم بڑے نالائق ہو خبردار ایسی غلطی پھر نہ کرنا۔ تو کیا کوئی عقلمند انسان ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ بس اس لڑکے پر ہمیشہ کیلئے فتویٰ چل گیا۔ اب یہ شریر ہی رہیگا۔ نیک ہو سکتا ہی نہیں چند سال کے بعد جب بچہ سمجھدار ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے اچھے اچھے کام کرتا ہے تو کیا کوئی ذی عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ نہیں صاحب یہ تو برا شریر ہے جانتے نہیں کہ فلاں موقع پر اس کے باپ نے اسکے متعلق شریر کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اگر اسی اصول پر ہمارے اہل الرائے اصحاب ایڈیٹر الحکم پر کوئی الزام لگانا چاہتے ہیں۔ تو ہم بھی تو وقت بھول نہیں گئے۔ جبکہ پیغام صلح کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو اتنا ڈانٹا تھا کہ آپ روئے ہوئے لاہور پہنچے تھے۔ پھر نہیں وہ وقت نہیں بھولا۔ جبکہ آپ لوگ دروازے بند کر لیا کرتے تھے کہ کہیں کوئی اور شخص حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خفگی کے الفاظ نہ سن لے ہمیں بہت سے ایسے سین یاد ہیں۔ اور ایسے سینوں پر بیشمار لوگ گواہ ہیں۔ وہ ابھی بھولے نہیں اور نہ بھول سکتے ہیں وہ ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی اور تلخی باتیں پیش ہی کیوں کریں جبکہ ہمارے پاس دلائل بینہ اور براہین قاطعہ کا ایک مستقل نہ ختم ہونیوالا ذخیرہ ہے۔

پھر دوسرے فقرے میں جو ظاہر فرمایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو الحکم کے استحکام کیلئے دعا کرنیکی توفیق نہ ہوئی یہ ہمنے پچھلے نمبر میں واضح طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت کا خود اپنی جیب سے ایک ہزار روپے کے دینے کا وعدہ کرنا اور الحکم کیلئے محبت بھرے الفاظ میں سالانہ جلسہ پر چھ ہزار کی تحریک کرنا ایسی باتیں ہیں۔ جن سے ایک موٹی عقل کا انسان بھی آسانی سے سمجھ لیتا ہے کہ حضرت الحکم کے اجراء اور استحکام کیلئے کتنے فکرمند تھے کہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کو بلا کر تاکید کی کہ الحکم کو جاری کرو۔ پیغام صلح اور اسکے سب اہل الرائے اصحاب خوب سمجھ لیں کہ یہ انکی دعا ہی تھی کہ جسکی قبولیت پر الحکم کا تمام انتظام حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ میں آگیا۔ آپ نے ایک کمیٹی قایم کی ہے جسکے ہاتھ میں اسکا مالی انتظام دیا ہے۔ اور اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ الحکم اب خدا کے فضل سے باقاعدہ اپنے خریداروں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ حاضر ہوتا رہے گا۔

باقی رہا ایڈیٹر الحکم کی تحریروں کا جواب وہ بھی دیکھ لینگے۔ آخر تک تو پیغام نے اس کے مقابل کچھ لکھنے کی جراءت نہیں کی۔

البتہ ایک بھاری نقص جو ایڈیٹر الحکم میں ہے، اس کو ہم بھی مانتے ہیں۔ وہ یہ کہ اسے لیڈر بننے کا کبھی خیال بھی آیا۔ اور نہ وہ اس جنون میں ایسے لوگوں سے دوستی رکھتا ہے۔ جو اسکے آقا حضرت مسیح موعود کے متعلق حد درجہ کی بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے رہے ہوں اور جنہوں نے کبھی بھی اپنے ایسے بداعمال کے ارتکاب کے بعد توبہ نہیں کی۔ اور نہ کبھی اس نے ایسے اشخاص کا ریلوے اسٹیشن پر جاکر استقبال کیا۔ پھر سب سے بڑھکر اس کا جرم یہ ہے کہ سچی بات بے دھڑک ہو کر کہدیتا ہے۔ اور کسی کے رعب یا کسی کی وجاہت سے مرعوب نہیں ہوتا۔ یہ ایسا نقص ہے اور ایسا خطرناک عیب ہے کہ ایڈیٹر الحکم کی دوسری عادت ہو چکا ہے۔ جسکو چھوڑنا محال ہو گیا ہے۔ پس اس کو اس معاملہ میں معذور ہی خیال کرنا چاہیئے۔

ایڈیٹر الحکم کی خدمات کا سوال

ہم نے ۱۴- مئی کے پرچہ میں پیغام کی غلط بیانیوں کی رد لکھتے ہوئے یہ بیان کیا تھا۔ کہ ایڈیٹر الحکم کو ضرورت نہیں کہ اپنی خدمات پر قلم اٹھائے۔ بلکہ احمدی قوم خود اسکا جواب دیگی کہ ایڈیٹر الحکم نے سلسلہ کی کیا کیا خدمات کی ہیں۔ ہمارے ان فقرات کو پڑھ کر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بعض عزیز احمدی دوست اس مسئلہ پر کافی روشنی نہ ڈالیں۔ بلکہ ہمیں یقین ہے کہ وہ اخبار الحکم اور اسکے ایڈیٹر کی خدمات کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں اور وہ ضرور کچھ اس پر لکھینگے۔ مگر سر دست ہم اپنے ایک معزز دوست کا خط ذیل میں نقل کرتے ہیں جس سے ایڈیٹر الحکم کی خدمات کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہو جائیگا کہ ہمارے دوست اسکے ساتھ کیا سلوک کرتے رہے ہیں (ایڈیٹر)

مکرم شیخ صاحب سلمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جن لوگوں کو الحکم کی گذشتہ فائیو ییکنے کا اتفاق ہوا ہے وہ آپ کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے اور یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ آپ اسقدر ابتلاؤں کے بعد بھی خدمت سلسلہ کیلئے اس مستعدی سے تیار ہیں جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے۔ آپ کی ان بیش بہا قیمتی خدمات دینیہ کا ہی اندازہ کر سکتا ہے۔ جسکو کبھی الحکم پڑھنے کا اتفاق ہوا ہو۔ وہ حقائق و معارف جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ہوا میں اڑ گئے جاتے۔ الحکم کے ذریعہ ابتک محفوظ ہیں۔ اور ان میں روحانی غذا کے لئے کافی سے زیادہ سامان موجود ہے۔ اور غالباً آپ کی ان دینی خدمات کی ہی برکت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ہر ابتلاء میں ثابت قدم رکھا۔ اور تکبر اور غرور کا جن سوار نہ ہوا۔ ورنہ جنہوں نے آپ کے مقابلہ میں کچھ بھی خدمت سلسلہ نہیں کی وہ اپنی خدمت کے راگ الاپتے رہتے ہیں۔ اور نتیجہ وہی ہوا کرتا رہا ہے۔ یعنی خلافت ہی کا انکار کر دیا۔ اگر آپ شروع سے (خدانخواستہ) منکران خلافت کی پارٹی میں ہوتے تو آپ کی خدمات کا وہ راگ گایا جاتا کہ مولوی محمد علی صاحب بھی شرما جاتے لیکن خوش قسمتی سے یا بدقسمتی سے آپ نے انکا ساتھ نہ دیا بلکہ اس کے مقابلہ پر حق کے اظہار میں ہمیشہ جرأت سے کام لیا۔ اسلئے آپکی خدمات کا اعتراف تو ایک طرف رہا۔ اس قدر بدظنیاں پھیلائی گئیں کہ الامان۔

میں جب ۱۹۱۴ء میں لاہور آیا۔ تو جب سے متواتر آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی شوشہ سنتا رہا۔ اور یہ صرف ان لوگوں سے جو احمدیہ بلڈنگ لاہور کے اندر رہتے تھے۔ اس وقت تو یہ خیال تھا کہ قوم کے یہ برگزیدہ نمبر جو کچھ آپ کی نسبت کہتے تھے۔ سچ ہی ہوگا۔ لیکن اب پتہ لگا کہ آپ کو بدنام کرنے۔ فتنہ پرداز کہنے منافق لیس کا آدمی قرار دینے۔ جماعت میں فساد ڈالنے کا مطلب صرف اسی قدر تھا۔ کہ آپ کی طرفسے احمدی احباب کو ایسا بدظن کر دیا جاوے کہ جب کبھی آپ انکی سوسائٹی کا پول کھولیں تو آپکی تردید کا قوم پر کوئی اثر نہ ہو اور اس طرح ان کو موقعہ ملجاوے کہ جو یہ چاہیں کر گزریں۔ آپ کو بدنام بھی کیا گیا۔ جس سے آپ کے اخبار کو بہت کچھ نقصان پہونچا۔ آپ کو لالچ بھی دیا گیا۔ پریس خریدنے کی صورت میں۔ بحیثیت ایڈیٹر نوکر رکھنے کے رنگ میں۔ مگر الحمدللہ آپ ان کے پنجہ میں نہ پھنسے۔ یہ قوم پر اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس ابتلاء کے وقت الحکم نئی شان و شوکت کے ساتھ منکران خلافت کی قلعی کھولنے کیلئے باقاعدہ جاری ہونے لگا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ آپ نے اب تک کوئی خاص آرٹیکل نہیں لکھا جس سے منکران خلافت کی ساری حقیقت کھل جاوے۔ آپکے پاس اتنا سامان ہے کہ اگر آپ ان کو جمع میں لاویں تو ان منکران کی ساری شیخیاں کرکری ہو جاویں۔ سب سے بڑا فخر تو ان کو اپنی خدمات ایثار وغیرہ پر ہے۔ خدمات کا مقابلہ دوسرے مہاجرین و انصار سے کیا جاوے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔

ایثار بھی جو کیا وہ بھی ظاہر ہے ہندوستان کے کسی مذہبی سکول میں ہیڈ ماسٹر کی تنخواہ پونے دو سو نہیں اور نہ ہی کسی ماہوار رسالہ کے ایڈیٹر کو سوا دو سو تنخواہ ملتی ہے اور جبکہ رسالہ بھی محض مذہبی ہو۔ جب مولوی محمد علی صاحب کو بوجہ ایڈیٹر ہونے کے اس قدر قابل عزت قرار دیا جا رہا ہے تو کیا وجہ کہ اسی عزت کے مستحق ایڈیٹرز الحکم۔ بدر۔ نور۔ وشحیذ الاذہان نہیں۔ جبکہ ایڈیٹر نور کی حیثیت اور اس کے کام کو دیکھا جاوے تو حیرت ہوتی ہے کہ وہ اس بے سروسامانی کی حالت میں بھی قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ کرنیکی کوشش میں ہے۔ لیکن انجمن نے اس کو اس کام کے انجام میں وعدہ تک نہیں دیا۔ اور نہ ہی کسی قسم کی مدد دی بلکہ مجھے جہانتک علم ہے۔ کبھی انجمن کیطرف سے اس کی علو ہمتی کا اعتراف بھی نہیں ہوا۔ آپ کا تو ذکر ہی کیا۔ آپ تو انکے دشمن ہی ٹھہرے حضرت بقاپوری صاحب نے جو خدمات کیں انکا بھی انجمن سے کوئی اعتراف نہیں ہوا۔ انہوں نے تفسیری نوٹ لکھکر حقائق و معارف کا خزانہ جمع کر دیا ہے۔ آپنے قرآن شریف کا ترجمہ لکھا اور چھپوایا۔ مگر وہ کسی گنتی شمار ہی میں نہیں آیا۔ اسی طرح حضرت نواب محمد علی خاں صاحب حضرت سید سرور شاہ صاحب وغیرہ وغیرہ کن کن کا نام لیا جاوے انکی کسی خدمت کا کبھی کوئی ذکر سننے میں نہیں آیا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب و مولوی صدرالدین صاحب کی خدمات ایثار و قربانیوں کا ذکر سنتے سنتے کان پک گئے۔

اس لکھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں کی قربانیوں کا دوسروں سے مقابلہ تو کر کے دکھاویں پہلے اس کی ضرورت نہ تھی لیکن اب جبکہ یہ اپنی قربانیوں کو بار بار پیش کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔ اور ایسے لوگ خائف ہو جاتے ہیں کہ جب انکی کوئی قدر نہ ہوئی تو اور کسی کی کیا ہوگی۔ سو اس غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے یہ نہایت ضروری ہے اور اشد ضروری ہے۔ کہ لوگوں کو اصلیت ظاہر کیجاوے۔ آپکا گذشتہ طرز عمل اس بات کا شاہد ہے کہ آپ کسی کی دنیاوی وجاہت کے خوف سے حق کے اظہار سے نہیں رکتے۔ اسلئے مجھے امید ہے کہ آپ اپنی تحریر کو محض اشاروں اور کنایوں تک محدود نہ رکھیں گے۔ بلکہ صاف صاف اصل حقیقت تحریر میں لاوینگے۔ آپ نے اب بھی ایک امر کے اظہار میں بڑی جرأت کی ہے اور وہ یہ کہ منکران مذہب کے رنگ میں ایک پولیٹیکل جماعت بنانا چاہتے ہیں۔ اور ان کو احمدی قوم کے احساس دینیہ کے بجائے زمیندار پارٹی کا احساس زیادہ مدنظر ہے۔ اس پر اور جسقدر مزید روشنی ڈالی جاوے تھوڑی ہے

دوسرے یہ کہ انہوں نے تمام احمدی قوم کو گنوار وغیرہ الفاظ کہکر انکی سخت ہتک کی ہے۔

خدا کا مقابلہ نہ کرو

دنیا میں ایک کمزور سے کمزور انسان بھی جوش میں آکر کسی جنس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ وہ یا کردہ اپنے دشمن پر فتح حاصل کر لیتا ہے۔ مگر خدا کا مقابلہ ایک ایسا مقابلہ ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اکیدم کیلئے بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ سے مراد اس کے برگزیدہ راستباز لوگوں کا مقابلہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی صفت رحمیت سے ان کو اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے بھیجتا ہے تاکہ ان کو ہلاکت کی راہ سے بچاویں اور جو لوگ اسکے راستہ کی رکاوٹ بنتے ہیں ان کو یکدم فنا اور نیست و نابود کر دیتا ہے جب اس کی گورنمنٹ اپنے افسروں کے خلاف کوششیں کرنیوالوں کو سزا دیتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی عزت کیونکر گوارا کر سکتی ہے کہ اس کے پاک بندے۔ جو اسکی رضاء کو پورا کرنے کیلئے دنیا کی تکالیف برداشت کرتے ہیں ذلیل و رسوا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی چھوٹی سی جماعت کا جس نے مقابلہ کیا اس نے منہ کی کھائی۔ قرآن کریم کو اول سے لیکر آخر تک پڑھ جاؤ اور ان مثالوں پر جو اس نے پیش کی ہیں غور کرو۔ بس یہی پاؤ گے کہ اللہ تعالےٰ کے بندے اگرچہ دنیوی طاقتوں کے مقابل میں بظاہر ضعیف و ناتوان معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اپنے ساتھ خدا کی طاقتیں رکھتے ہیں۔ حضرت نوح اور انکی چھوٹی سی جماعت کی مخالفت کرنے والے حضرت موسیٰ اور انکی قوم کو تباہ کرنے کی کوشش کرنیوالے حضرت عیسےٰ کو ذلیل کرنے والے۔ اور حضرت نبی کریم اور آپ کی پاک جماعت کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنیوالے کیا کامیاب و بامراد ہوئے۔ یا ذلیل و رسوا؟ اللہ تعالےٰ نے ان تمام کے مقابلہ جو ایک وقت بڑی طاقتیں رکھتے تھے اور اکڑ کر چلتے تھے۔ صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح مٹا دیا۔ اور اگر ان کو کوئی یاد بھی کرتا ہے تو سوائے لعنت کے اور کوئی کلمہ خیر ان کے حق میں نہیں بولتا۔ مگر وہ جنکو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے ایسے مظفر و منصور ہو گئے کہ تمام دنیا ان کو علیہم السلام کے دعائیہ کلمہ سے یاد کرتی ہے۔ بس یہی اللہ تعالےٰ کی سنت قدیمہ ہے ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اسکے ارشاد کے ماتحت جب تک دنیا ہے قائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی ضایع نہیں کرتا۔ دنیوی لوگ ان کو لاکھ ستائیں اور دق کریں مگر پھر بھی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ کہ ہم اپنے رسولوں کی اور اپنے پاک بندوں کی جو اس پر ایمان لاتے ہیں دنیا اور آخرت میں ضرور ہی مدد کیا کرتے ہیں۔ دنیا کی تمام طاقتیں

(باقی صفحہ ۱۰ پر دیکھیں)

ان کی تباہی کا سامان پیدا کریں۔ اور تمام کی تمام مکران سے جنگ کریں۔ مگر آخر کار ہمارے پیارے برگزیدہ بندے ہی غالب آیا کرتے ہیں۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کیونکہ ہمنے تو فرض کر دیا ہے اور ایک اصول مقرر کر دیا ہے کہ ہمیشہ ہمارے رسول ہی غالب رہا کرتے ہیں۔ اس پر ہی بس نہیں کی فرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنفقین لا یعلمون۔ کہ منافق اور کفار لوگ اپنی عزت لئے پھرتے ہیں۔ کی عزت اللہ تعالے اور اسکے رسول پر کیا رعب ڈال سکتی ہے۔ حقیقی عزت تو خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہے پھر اس کے رسول کیلئے ہے اور اس کے پیارے بندوں کیلئے ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ دنیوی عزتیں اس حقیقی عزت کے سامنے کب ٹھہر سکتی ہیں۔

پس ان الٰہی اصولوں کی موجودگی میں ایک متقی انسان جو درحقیقت متقی ہے نہایت احتیاط سے کام لیتا ہے اور ہر قدم پھونک پھونک کر رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو کمزور خیال کرتا ہے اور اپنے عیوب کو یاد رکھتا ہے اور کبھی بھی حد سے باہر نہیں ہوتا۔ وہ جانتا ہے کہ اگر کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے نے کرتا ہے نہ کسی پر احسان کر نیکے لئے اور اس کے ساتھ اس کا ایمان ہوتا ہے اگر میں نے ذرہ بھر تکبر سے کام لیا تو میرا کیا ہوا کام تباہ ہو جائیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اور ہم ہر وقت اسکے محتاج ہیں۔ متکلات میں وہ خود رائی اور خود پسندی سے کام نہیں لیتا۔ بلکہ ایک معاملہ پر غور کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جاتا ہے۔ کہ الٰہی اس رکاوٹ کو میرے راستہ سے دور کر تو ہی اپنے فضل سے دستگیری کر۔ کیونکہ یہ کام میری طاقت سے باہر ہے۔ ایسے اضطراب کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمیع و علیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں۔ بعض لوگ اپنی ہی شقاوت کی وجہ سے گر جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں دیکھو جی ہم نے فلاں فلاں نیک عمل کیا۔ مگر خدا نے اس وقت ہماری مدد نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں اور حقیقی ایمانداروں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمکو دین و دنیا میں مظفر و منصور کرینگے اب اس وعدے کو لے کر قرن اولیٰ کے مسلمانوں سے لیکر آج تک مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالو۔ بس یہی پاؤ گے کہ جب تک مسلمان حقیقی مسلمان رہے ترقی کرتے رہے لیکن جونہی کہ انہوں نے اس پاک دستور العمل کو چھوڑ دیا وہ گرتے ہی چلے گئے۔ یہانتک کہ یہ نوبت آگئی۔ اب بتاؤ خدا تعالیٰ کا اس میں کیا قصور اور اس کے وعدے کیونکر جھوٹے ہوئے ان اللہ لا یغیر ما بقوم یغیروا ما بانفسھم کے مقرر کردہ اصول کے بموجب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جبتک کہ اس قوم کے افراد اپنے اندر ہی کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے ان اللہ لا یخلف المیعاد کے ماتحت اپنے ان اصول کے مطابق کبھی نہیں ٹلتے۔ مگر شرط یہ ہے کہ انسان اپنے اندر ایک اچھی تبدیلی پیدا کرے ایسی تبدیلی کہ جسکے پیدا ہونے سے وہ الٰہی برکات کا جاذب ہو۔

چنانچہ ان تمام وعدوں میں سے ایک یہ بھی وعدہ ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون کہ جب ہمارے بندے تم سے ہمارے متعلق پوچھتے ہیں۔ تو کہدو کہ ہم ان کے پاس ہی ہیں ہم کسی پکارنے والے کی دعا کو سنتے اور قبول کر لیتے ہیں جبکہ وہ ہمیں پکارتا ہے پس ان کو بھی چاہیئے کہ میری باتوں کو مانیں اور ایمان لاویں تاکہ انکی حقیقی رشد نصیب ہو۔ دعا کا ایک بڑا بھاری اصول تھا جو اگرچہ قرآن کریم میں موجود تھا مگر مسلمانوں نے اپنے ہاتھ سے دیدیا تھا۔ اور جہاں حضرت اقدس نے اور بہت سی باتوں کی اصلاح کی ہے۔ وہاں اس اصول کو از سر نو بڑی مضبوطی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اور اپنی دعاؤں کی قبولیت سے اسبات کو سچا ثابت کر دکھایا ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کر کے کسی نہ کسی رنگ میں انسان کو اطلاع دیدیتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدی جماعت میں کوئی ایسا فرد نہیں جسنے یہ تجربہ نہ کیا ہو۔ دعا کی قبولیت وہ ایک وقت ہوتا ہے۔ اس وقت انسان کی حالت عجیب ہی قسم کی ہوتی ہے۔ اس کی روح اللہ تعالیٰ کے حضور جھکی جاتی ہے۔ اور وہ بجون جون اور توجہ کرتا ہے اس کا جوش بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہانتک کہ اضطراب کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت ایک جوش ہوتا ہے اور اس میں کچھ مفہوم ہوتا ہے۔ جسکو ہم الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتے۔ بس خیال یہی ہوتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ سے جو مانگنا ہے مانگ لو۔ مگر بعض وقت ایسی قبض کی حالت پیدا ہوتی ہے کہ ایک کام کیلئے دعا کیجاتی ہے تو طبیعت خشک ہی رہتی ہے۔ بہتیرا زور لگاؤ مگر شرح صدر سے دعا نکلتی ہی نہیں۔ آخر انسان چند خشک الفاظ بول کر رہ جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی وفات پر جماعت کے افراد پر پریشانی اور گھبراہٹ کا عالم چھایا ہوا تھا۔ ایک طرف تو حضرت کی وفات کا غم دوسری طرف باہمی اختلاف کو دیکھکر جماعت کی تباہی کا اندیشہ تھا۔ ان واقعات کی موجودگی میں طبیعت گھٹی جاتی تھی کہ الٰہی کیا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے پیارے کی جماعت تباہ ہو جائے تو ہی بفضل سے ہماری دستگیری کر اسی حالت میں جب ہم تمام نماز عصر کیلئے مسجد نور میں اکٹھے ہوئے تو بعد از نماز عصر حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ثانی نے ایک نہایت مؤثر تقریر فرمائی۔ جسکا لب لباب یہ تھا کہ دوستو! آج ہماری جماعت کیلئے ایک عظیم الشان امتحان کا دن ہے۔ معلوم نہیں کیا واقعہ ہونیوالا ہے۔ ایسی حالت میں تم سب اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے پیارے کی جماعت کو تباہی سے محفوظ رکھے۔ تمام طبائع تو پہلے ہی گداز تھیں اس تقریر نے ان کو اور بھی نرم کر دیا۔ اسی وقت تمام لوگ حضرت اقدس صاحبزادہ صاحب کے ساتھ ہی دست بدعا ہوئے اور گریہ زاری اور چیخ و پکار کا عالم چھا گیا۔ تمام مسجد شور سے گونج اٹھی اور کوئی جانب نہ تھی جدھر سے آہ و فغان کی آواز نہ آتی ہو۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جسنے اپنے مولے کے حضور درد دل سے آنسوں نہ بہائے ہوں۔ کوئی قلب ایسا نہ تھا جو اپنے مولے کے حضور نہ جھکا ہو۔ آدھ گھنٹہ تک یہی حالت رہی۔ اور آنکھوں کے سامنے ان دعاؤں کا نظارہ آیا جو حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ہوا کرتی تھیں

اس دعا کے بعد ہی یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور اس دعا کو سنا اور قبول کیا۔ اور اب جو کچھ ہوگا مشیت ایزدی کے ماتحت ہوگا۔ رات کو قادیان کے آئے ہوئے اور دوسرے روز بہت سے اصحاب بموجب ارشاد حضرت صاحبزادہ صاحب روانہ ہو گئے غرضیکہ

اتنی دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور ہفتہ کے روز نماز عصر کے بعد حضرت صاحبزادہ خلیفہ ثانی مقرر ہوئے پس اے دوستو! جو ابتک مخالفت پر تلے ہوئے ہو خدارا غور فرماؤ۔ اور کچھ تو روحانیت سے کام لو کیا یہ الٰہی کام نہ تھا ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ اگر یہ الٰہی فعل نہ ہوتا۔ اگر حضرت صاحبزادہ صاحب کا خلیفہ مقرر ہونا منشاء ایزدی کے خلاف ہوتا تو ضرور بالضرور آپکی وہ چھ سال کی کوششیں جو آپ لوگوں نے منصب خلافت کو ہی اڑانے کے لئے کی تھیں اپنا رنگ لاتیں۔ اور ضرور ہی آپکا وہ ٹریکٹ جو مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات سے پہلے ہی تیار کر کے رکھ چھوڑا تھا۔ اور معاً حضرت کی وفات کی تار پر لاہور سے مختلف شہروں میں ایسے لوگوں میں ارسال کر دیا تھا جنکو الٰہی وفات کی بھی خبر نہ تھی اور علاوہ ازیں اسٹیشنوں پر تقسیم کیا گیا۔ اپنا نتیجہ پیدا کرتا اگر یہ الٰہی فضل نہ ہوتا تو ضرور انکی قدیمی وجاہت اور دیرینہ خدمات لوگوں پر اثر کرتیں۔ مگر اس کے برعکس آپ نے دیکھ لیا کہ جتنا آپ نے اپنی پہلی خدمات کا ذکر کیا اور اپنی وجاہت سے فائدہ اٹھا کر سیاہ اور سفید جھوٹ کے پل باندھ کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہا۔ اتنا ہی تمام نقشہ بدلتا گیا۔ اور وہی لوگ جو ایک وقت آپکے ہاتھ چومنے کے لئے تیار ہوتے تھے آپ سے بدظن ہو کر آپ کے فتنہ و فساد کو دیکھکر حضرت صاحبزادہ صاحب کیطرف جھکتے رہے۔ اور اب بھی آپ جتنا زور لگا رہے ہیں اتنا ہی ناکام ہو رہے ہیں۔ بس کیا ہی اچھا ہو کہ آپ لوگ اپنے فہم و فراست سے کام لیں اور ضد اور ہٹ کو چھوڑ دیں۔ اور ٹھنڈے دل سے تنہائی میں بیٹھکر اس تمام واقعہ پر غور کریں کہ ہمنے کیا کیا تھا اور ہوا کیا اور پھر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائیں اور اپنے اہل کو لائے۔ سمجھدار۔ اور تعلیم یافتہ ہونیکے گھمنڈ کو دل سے نکالکر اس سے فیصلہ چاہیں تو امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی راستہ بتائیگا ورنہ یاد رکھیں اور کان کھولکر سنیں کہ یہ ایک الٰہی فعل تھا جسکو کوئی انسانی طاقت نہ روک سکی اور نہ روک سکتی ہے آج اللہ تعالیٰ اپنے پیارے روز الدین کے ان الفاظ کو کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے پورا کر دیا ہے اور آپ لوگ دو تین ہزار خلیفے بنالیں چار پانچ ملک نہیں بلکہ تمام غیر احمدی ناقص مسلمانوں (بقول منکرین خلافت) کو ملا کر بھی زور لگالیں۔ لیکن یاد رکھیں آپ ہمارے محمود کا ایک ذرہ بھر بھی نقصان نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ آپکا زور لگانا ہمارے پیارے کی اولوالعزمی کو ثابت کرے گا۔ جو ہمارے ایمانوں کو اور بھی زیادہ کرنے والی بات ہے۔ کاش کہ ہمارے پیارے مکرم و معظم حامد سیالکوٹی کے اس قول سے ہی جو انہوں نے اپنے رسالہ النصح میں تحریر فرمایا ہے کچھ فائدہ اٹھائیں

فضل ہو جی کا کسی پر بے محل ہوتا نہیں!
خالی از حکمت کوئی اس کا عمل ہوتا نہیں!

بس اب کام کرو

آج کے پرچہ میں ہمنے اپنی روش کے بدلنے کا اعلان کردیا ہے اور یہ جو چند باتیں لکھی بھی گئی ہیں وہ صرف ہمارے گذشتہ مضامین کا ہی جزو ہیں اب الحکم اس معرکہ عظیم میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مظفر و منصور ہو کر پھر اسی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات بجا لائیگا جسطرح کے سالہا سال سے بجا لاتا رہا ہے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام خلیفہ اول کے عہد خلافت میں جماعت احمدیہ میں ایک عجیب کشمکش سی ہی ہے باوجودیکہ حضرت نے اپنی زندگی میں اس فتنہ و فساد کو روکنا چاہا مگر منشائے الٰہی یہی تھا کہ یہ گند مواد جو دیر سے جماعت کے پاک جسم کو خراب کر رہا تھا نکل جائے تاکہ ہمارے پیارے کی جماعت اپنی اصلی حالت میں یکرنگ ہو کر اپنے فرایض منصبی کو پورا کرے۔ بھلا حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی رات دن کی دعائیں کبھی ضایع ہو سکتی تھیں۔ ہرگز نہیں۔ انہی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے کثیر حصہ کو گمراہی سے بچا لیا۔ اور ان بھی خواہان قوم کے پنجہ سے چھوڑا لیا۔ جو قریب تھا کہ تمام کو لیکر ہلاکت۔ کے گڑھے میں کود پڑتے۔

اس قسم کے زلزلہ کا ہماری قوم میں آنا کوئی تعجب کی بات نہیں تھی بڑی بڑی اقوام میں چند سالوں کے بعد ایک ریوولیوشن کا زمانہ آیا کرتا ہے تاریخ عالم کا غور سے مطالعہ کرو تو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا میں مختلف اقوام پر بڑی بڑی عظیم الشان تبدیلیاں آئی ہیں اور ان کو ایسے خطرناک زلزلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ان کے حالات پڑھ کر بدن میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے اگر ان تمام تغیرات پر غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ ان تغیرات کا واقع ہونا ایک قوم کی ہستی کے قیام کیلئے نہایت ہی ضروری ہے وہ قوم ہی کیا ہے جسکے افراد میں کسی قسم کی روح نہیں پائی جاتی۔ اور جو اندھا دھند ایک رستہ پر چلے جاتے ہیں۔ قوم وہی ترقی کرتی ہے جسکے افراد میں غور و فکر کا مادہ موجود ہو جو سچائی کے اظہار کے وقت بے دھڑک کھڑے ہو جاویں اور کسی کے دبدبہ رعب و داب اور ظاہرہ وجاہت سے مرعوب نہ ہوں ہماری قوم پر تو خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ایسے نازک موقعہ پر جبکہ خلافت ثانی کے خلاف اتنی سرتوڑ کوششیں کیگئیں ہمارے دوستوں نے دوست و دشمن میں تمیز کر لی ہے اور اپنی زندگی کا ایک بین ثبوت دیا ہے آج ہمنے اپنی آنکھوں سے اپنے پیارے مسیح موعود اور صدیق ثانی کے کلمات طیبات کو پورے ہوتے دیکھ لیا ہے کہ واقعی جسکو اللہ تعالیٰ بلند کرنا چاہتا ہے اسکو کوئی زمینی طاقت نیچا نہیں کر سکتی۔ اسکے ارادوں کو کون روک سکتا ہے چھ سال کی خفیہ شازشیں تو کیا چھ ہزار سال کی منصوبہ بازیاں بھی اسکے کاموں میں ایک ذرہ بھر تبدیلی پیدا نہیں کر سکتیں پس اب جبکہ ہماری جماعت میں بہت حد تک امن قایم ہو چکا ہے اور منکرین خلافت کے اعتراضوں کا دندان شکن جواب دیا جا چکا ہے اور انکا کوئی عذر باقی نہیں رہا جسکو ہمنے صداقت کے گولے سے اڑا نہ دیا ہو تو چاہیئے اب اس لوک ٹوک کے سلسلہ کو بند کر دیں اب تو مسئلہ خلافت اور کفر و اسلام کے سوال پر کافی سے زیادہ خامہ فرسائی ہو چکی ہے ہاں اگر ہمارے مخالف کوئی نئی بات اعتراض پیش کریں تو چاہیئے کہ اسکا مختصر سا جواب دیدیں زیادہ کالم سیاہ کرنیکی ضرورت نہیں۔ کیونکہ انکی پاس سوائے کالی

م کالوجہ سیاہ و سفید جھوٹ کے کچھ نہیں

مراسلات

برادران طریقت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام جہاں اپنی زندگی میں اپنے تئیں منہاج نبوت پر پیش کرتے رہے ہیں بعد از موت زمانہ کو بھی منہاج نبوت پر رکھنے کی رہنمائی فرمائی۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کیسا کامل یقین اور ایمان ہے کہ بعد مردن بھی مخالفین پر منہاج نبوت ہی پیش کر کے حجت قایم کی ہے یعنے اگر میں سچا نبی ہوں تو نبیوں کیطرح میرے مرنیکے بعد بھی میرے سلسلہ کی اللہ تعالیٰ خود حفاظت فرمائیگا۔

چنانچہ رسالہ الوصیت میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبیوں اور رسولوں کے متعلق سنت اللہ یوں ہے کہ ان کے لئے دو قسم کی قدرتیں ظاہر کرتا ہے اول نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت دکھاتا ہے دوسرے نبی کی وفات کے بعد جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا ثبوت دیا (جیسا کہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین مثیل صدیق کو کھڑا کر کے سنت اللہ کا ثبوت دیا فتدبروا)

سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے (یعنی ایک تو نبی کی موت دوسرا اسکی موت کے بعد کوئی فرد کامل نہیں کہ نبی کا سلسلہ بدستور قایم رہے اور جماعت پراگندہ ہو جاوے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے (چونکہ میری موت کے بعد یقیناً اللہ تعالیٰ منہاج نبوت پر میرے سلسلہ کی حفاظت فرمائیگا اسلئے میری ضد قدرت پر ایک کافی اور بین دلیل ہوگی) کیونکہ وہ دایمی ہے اور وہ نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں پس خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعض اور وجود ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے ہر دو گروں سے بیعت لیں۔ ایسے لوگوں کا انتخاب سو منوں کی اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیئے کہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بنائے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد ملکر کام کرو اور چاہیئے کہ تم بھی اپنے نفسوں کو پاک کر کے روح القدس کا حصہ لو کہ بغیر روح القدس کے حقیقی تقوی حاصل نہیں ہو سکتی یہ خلاصہ ہے اس حصہ الوصیت کا جس میں حضرت اقدس نے اپنی وفات کو منہاج نبوت پر واقعہ ہونیکا ارشاد فرمایا ہے جسکا خلاصہ اور خلاصہ یہ ہے کہ میرے بعد ایک مزکی النفس شخص جسکی نسبت کم از کم چالیس سو من اتفاق کریں میرے نام پر بیعت لیکر اتحاد قایم رکھے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی مثال سے ظاہر ہے ملکر کام کرنے سے مراد بھی بروئے حکم واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے ایک ہی خلیفہ ہونا چاہیئے کیونکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم جو کہ اول المخاطبین اس حکم الٰہی کے تھے انہوں نے اسکی تعمیل ایک ہی خلیفہ کے ذریعہ کی نہ بذریعہ کسی انجمن اور یہی منہاج نبوت ہے کیونکہ امم سابقہ میں بھی کسی نبی کی وفات کے بعد کبھی کوئی انجمن جانشین نہیں ہوئی۔ اب کیونکر ہو سکتی ہے۔ ماسوا اسکے بیان متذکرہ بالا کے زیادہ واضح کرنیکے لئے میں برادران طریقت کو حضرت اقدس کی اور تصانیف کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ ازاں جملہ خطبہ الہامیہ ہے جو کہ غیر الہامیہ تصانیف سے ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ پھر ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۔ جسکا ترجمہ بلفظہ حضرت اقدس یہ ہے "اور میری نسبت اسکی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ اس بات کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ پس آخرین کے لفظ میں غور کرو اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا۔ اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہانتک کہ میرا وجود اسکا وجود ہو گیا (اس کو کوئی فنافی الرسول کا مقام نہ خیال فرمائے کیونکہ وہ تو ایک عاشقانہ رنگ ہے۔ لیکن یہاں تو اپنے مریدین کو بھی صحابہ رضہ کا ہی رنگ بیان فرمایا ہے پھر فنافی الرسول امت محمدیہ میں کثرت سے ہیں مگر مندرجہ بالا مقام کا شخص امت میں بھی ایک شخص ہے؟)

پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ رضہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنے آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ اور نہیں پہچانا۔ پھر صفحہ ۱۷۔ میں دیکھو۔ اسیطرح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچ ہزار میں اجمالی صفات کیساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہی نہ تھا۔ بلکہ اسکے کمالات کے سورج کیلئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنے اس وقت پوری تجلی فرمائی۔ جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کیلئے اور اپنے نور کے علیٰ کیلئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس ہم کہ اس مظہر پر ایمان لا۔ اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خداوند تعالیٰ کے قول کو پڑھ ھوالذی ارسل رسولہ الخ پس یہ اظہار کا وقت اور روحانیت کے ظہور کے کمال کا وقت ہے برادران مظہر الہامیہ کی اس مقام کیطرف پوری توجہ منعطف کرنیکا میرا منشاء ہے کہ آپ کو جو غلط فہمی حضرت صاحب کے مرتبہ نبوت میں لگی ہوئی ہے اسکی اصلاح ہو جاوے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں نے حضور ممدوح کو حضرت مسیح موعود خیال فرمایا ہوا ہے حالانکہ یہ تو از انجملہ اسماء ایک مصلحتی نام ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں "چوں مرا آوردہ کہ قوم میسحا در اندر مصلح ابن مریم نام من نہادہ اند" اب جبکہ یہ بات بحوالہ آیت قرآن کریم بروئے تفسیر خود حضرت اقدس بابت ثبوت کو پہونچ گئی کہ حضرت والا نہ صرف مثیل مسیح یا مثیل محمد ہیں بلکہ بروزی رنگ میں احمد ہی ہیں تو کیوں آخرین منہم والے لوگوں میں سے بروز صدیق اکبر و عمر فاروق وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نہ ہوں۔ اسپر طرفہ یہ کہ بموجب سنت اللہ مندرجہ رسالہ الوصیت کے حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی ثالث عید تعیین پر کل جماعت احمدیہ کا نورالدین کے ہاتھ پر اجتماع قایم رہا بنابراں حضرت اقدس کو جو کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام صرف مسیح پکارنا اور اسلئے انکے بر سلسلہ خلافت کا انکار کرنا ایک فاش غلطی اور ارتکاب عصیان ہے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرماوے۔ آمین۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا مشاء یہ ہے کہ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کل کا سرٹیفکیٹ عطا فرمائے

پس اب صبر سے بموجب بشارات اللہ تعالےٰ انتظار کریں کہ کیا کیا فتوحات ان خلفاء احمد صلعم کے ذریعہ اللہ تعالےٰ ظاہر فرماتا ہے۔ ہاں رسالہ الوصیت میں ایک انجمن کا بھی ذکر ہے لیکن آپ نہایت غور اور فکر کو کام میں لاکر سوچیں کہ اس حصہ الوصیت میں جس میں اپنے زمانہ بعد از موت کو منہاج نبوۃ پر مطابقت کرنیکا ذکر فرمایا ہے قطعاً قطعاً اشارۃً کنایۃً انجمن کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بہشتی مقبرہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک انجمن کیضرورت محسوس کرکے انجمن تجویز کیگئی۔ بلکہ اسکو ردبرد علماء رامد کرادیا گیا۔

سب سے پہلے جہاں اس رسالہ میں انجمن کا ذکر آیا ہے تو اس کے اغراض یہ تجویز فرمائے ہیں (اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہیگا۔ اعلاء کلمۃ السلام اور اشاعت توحید میں جسطرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

پھر اسی صفحہ میں دوسری جگہ اسطرح فرمایا ہے کہ یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی۔ پھر ضمیمہ رسالہ الوصیت میں اس انجمن کا نام انجمن کارپرداز مصالح قبرستان رکھا گیا ہے۔ کیا اس نام نے انجمن کی پوزیشن کو صاف کرنے میں کچھ کر چھوڑی ہے۔ اس کے بعد یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ انجمن خدا کے خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا۔ اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

اس رقعہ میں اسبات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جو کام حساب وغیرہ انجمن کے سپرد کیا جاتا ہے۔ کوئی بڑا الوکھا کام نہیں دنیا میں ایسے حسابات کیلئے بہت انجمنیں قایم ہیں۔ لیکن وہ کماحقہٗ بادیانت نہیں۔ یہ انجمن اپنے تئیں معمولی انجمن خیال نہ فرمادے بلکہ یہ خدا کے خلیفہ کی مقرر کردہ انجمن ہے اور اسکی بنیاد خدا تعالےٰ کی رضامندی اور دینی امورات پر مبنی ہے یعنے اگرچہ دنیا میں حسابات کیلئے اکونٹنٹ کے افسر ہیں۔ اور وہاں افسر پرتال کنندہ ہے۔ لیکن آپ لوگ اپنے پر خدا تعالےٰ کو نگران یقین رکھیں اور دیانت سے کام کریں۔ میں جو اس وقت آپکا افسر ہوں اور میرا خلیفہ جو میرے بعد آپکا افسر ہوگا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں کہ تمہاری پڑتال کرتا پھرے نیز چونکہ ان وصایا کی تکمیل کے لئے وقتاً فوقتاً عدالتوں میں بھی جانا پڑے گا اس لئے ہر وقت مختار نامہ کی تصدیق وغیرہ امورات ہمارا خلیفہ یا جانشین کا ہرج ہوگا۔ اس لئے ان تمام امورات کیلئے انجمن ہی جانشین الصور کیجاوے *

برعکس اس کے اگر کل روحانی امور جن کے لئے تائید روح القدس کی ضرورت بیان فرمائی گئی ہے۔ اور گذشتہ انبیاء کی مماثلت کا ذکر فرمایا ہے اس انجمن کے سپرد جاوے کیا جاوے تو پہلا حصہ الوصیت کا بالکل فضول اور لغو قرار دینا پڑتا ہے۔ اور انبیاء کی کلام ایسی حشو اور فضول سے بالکل پاک ہوتی ہے۔

اسی طرح کی ایک تحریر حضرت صاحب کی دستخطی پیش کیجاتی ہے جس میں درج ہے کہ میرے بعد انجمن کا اجتہاد ہر ایک امر میں قطعی ہوگا۔ یہ حکم ہمکو سر و چشم منظور ہے۔

لیکن امر سے مراد یہاں وہ امور ہیں جنکے لئے انجمن تجویز ہوئی۔ مقبرہ بہشتی کی آمد خرچ کے حسابات وغیرہ بشرطیکہ وہ تحریر کسی مردہ انجمن کے متعلق نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل اور رحم سے چھ سال سے زاید عرصہ کے انجمن اور جماعت کے علماء امد سے یہ سب امور بالکل صاف کردیئے ہیں۔ اور اگر انجمن نے غلطی کھائی ہے تو اس وقت یہ غلطی کہانیکے واسطے کون سی نص شرعی پیش کی جاتی ہے۔ اور انجمن کے ممبران کی کثرت رائے اور کل جماعت احمدیہ یا کثیر حصہ جماعت احمدیہ کو بے دلیل غلط کہا جاتا ہے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ط

(اخاکسار حکیم محمد الدین شہر سیالکوٹ)

دی پی آتے ہیں

جن خریداران الحکم نے سال رواں کیلئے قیمت اخبار الحکم ادا نہیں کی انکے نام اخبار دی پی کیا جائیگا وصول فرماکر مشکور فرماویں

Digitized by Khilafat Library

ضرورت ہے مندرجہ ذیل ملازموں کی

نمبر شمار					
۱	خدمتگار	۲	فی کس عہ	عہ	خواندہ محنتی ہوں ہوشیار اور احمدی ہوں۔
۲	سائیس	۲	فی کس عہ	عہ	پوربیا اور احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۳	باورچی	۱	عہ	عہ	ہوشیار ہو نوعمر ہو تو سکھایا بھی جاسکتا ہے ہر قسم کا پکا سکتا ہو
۰					ہندوستانی اور احمدی کو ترجیح دیجائے گی۔
۴	دھوبی	۱	۱۴-یا-۱۲	۲۴	کف کار گرم سرد دیسی انگریزی مردانہ زنانہ کپڑے خوب دھو سکتا ہو
۰	۰	۰	۰	۰	پوربیا کو ترجیح دیجائیگی۔
۵	درزی	۱	۱۲-یا-۱۵	۱۵/۲۵	حسب لیاقت و کام۔ احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۶	کوچبان	۱	۱۰	۱۲	اچھا ہوشیار احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۷	بیلدار	۴	فی کس عہ	۱۲	برائے باغ۔
۸	بچوں کی نگرانی کیلئے خادمہ۔ روٹی کپڑا علاوہ تنخواہ احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔ خادمہ محنتی				
۰	اور ہوشیار ہو بچوں کا پیار کرنا جانتی ہو تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت				
۹	خادمہ بچگان کی مدد گار لڑکی۔ روٹی کپڑا دیا جائیگا۔ اگر خادمہ کی لڑکی ہو تو اس سے بہتر عمر ہے				
۰	۱۱-سال تک ہو				
۱۰	مشکی	۱	۷ سے ۹		احمدی کو ترجیح دیجاویگی
۱۱	خاکروب بمعہ خاکروبہ تنخواہ عہ یا عہ				روپیہ عورت مرد دونوں کو کام کرنا ہوگا۔
۱۲	سقہ	۲	فی کس عہ	عہ	—
۱۳	باغبان	۱	عہ	عہ	کام انگریزی دیسی رخصتی پھولوں ترکاریوں کا خوب جانتا ہو
۱۴	سفلانی تنخواہ حسب لیاقت خط و کتابت سے فیصلہ ہوگا۔ خوب سینا پرونا جانتی ہو۔ خواندہ				
۰	ہو تو بہتر۔				
۱۵	ماما۔ کھانا عمدہ پکا سکتی ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ نوٹ تمام				

ملازمین خوش چلن ہونے چاہئیں پوربیا اور خاکروب خاکروبہ خصوصاً شرابی نہ ہو۔

درخواست بذریعہ ایڈیٹر الحکم ہو

نور جہان

یکصد روپیہ اسکو انعام دیا جائیگا جو نایاب آنکھوں کے انجن کو ۲۴ شدید بیماریوں سے صرف ۵ پیسہ میں مفید ثابت کردے جسکو وہ بذریعہ عدالت کے بھی لے سکتا ہے۔ نایاب انجن سے پندرہ سو سال کے عرصہ میں ہزاروں ہزار مریض صحتیاب ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ آنکھوں کی بیماریوں کو دور کرنیمیں نہایت مفید اور لاثانی تریاق ہے ہزاروں زندہ ثبوت اور تحریری سارٹیفکیٹ موجود ہیں یہ سرمہ تیز نہیں بلکہ اگر آہستگی سے سوئے ہوئے بچہ کی آنکھ میں لگایا جاوے تو وہ بیدار نہیں ہوتا۔ آنکھوں میں لگتا نہیں اور نہ آنکھوں کو بند کرنے یا باندھنے کیضرورت پڑتی ہے۔ بلا کسی قسم کی تکلیف کے منٹوں اور گھنٹوں میں مرض چشم کو برطرف کردیتا ہے اور پھر صرف ایک ہفتہ استعمال سے برسوں کی پرانی بیماریوں کو شرطیہ دور کردیتا ہے۔ خواہ کیسی ہی شکایت ہو اسکے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے نایاب انجن (سرمہ) آنکھوں کی بیماریوں کو دور کرنیمیں ایسا لاثانی تریاق ہے کہ سالہا سال کی بگڑی اور گلی سڑی اور لاعلاج آنکھیں اسکے استعمال سے صحت نہیں ہو سکتا۔ شیر خوار بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یکساں مفید کیطرح خوبصورت ہو جاتی ہیں اس انجن کے استعمال کوئی مرض پیدا ہے آنکھوں کی تمام دوائیوں کا بادشاہ ہے اگر آپ تمام دوائیاں کرکے تھک گئے ہوں تو یہ ایسا زبردست انجن ہے کہ نایاب انجن ہی کچھ فایدہ نہیں کریگا۔ تو یہ خیال نہ فرمانا کہ نایاب انجن ہی کچھ فایدہ نہیں کریگا۔ تو یہ خیال نہ فرمانا۔ انشاء اللہ آپ ضرور صحتیاب ہو جائینگے یقین جانئے۔ ان امراض کو دور کرنے میں کبھی خطا نہیں ہوتا۔ کنکر کا دکھنا۔ آنکھ کا درد۔ ٹیس۔ سرخی۔ پانی بہنا۔ پلکوں کے بانولکا کر نیچے پڑنا۔ ابتداء موتیا بند۔ دھندلا۔ ضعف نگاہ۔ اندھیرا تا۔ بچوں کی آنکھوں کا دکھنا۔ روشنی میں آنکھوں کا نہ کھلنا یا روشنی کو دیکھ نہ سکنا۔ دھندلا۔ غبار۔ جالا خواہ کیسا ہی ہو مگر آنکھ پھوٹی نہ ہو۔ یعنی آنکھ کا طبقہ قرنیہ درست ہو اور طبقہ عنبیہ (جسکو پتلی کہتے ہیں) وہ بھی درست ہو تحریر چشم۔ پلکوں کی سرخی۔ پلکوں کا گل جانا۔ پلکوں کا رحمی ہونا۔ آنکھوں سے پیپ نکلنا۔ پلکوں کا آپس میں چپٹنا۔ آنکھوں سے سیندیا پانی آنا۔ جلن۔ آنکھوں میں ریت کنکر معلوم ہونا وغیرہ

نایاب آنکھوں کا انجن

* اصلی قیمت پچاس روپیہ عوام رعایتی (۳۵) فیتولہ ملنے کا پتہ حکیم بصری فضل احمد کاتب مسجد بیت الحیات دنایاب انجن قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

عرق پودینہ

یہ عرق پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے اور اسلئے اس کا رنگ اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے۔ بدہضمی پیٹ پھولنا۔ ڈکار آنا۔ متلی دریاح وغیرہ کو دور کرتا ہے بچوں کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوا نہیں۔

قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک ایک سو تک ۵ر

ڈاکٹر ایل کے برمن تارا چند دت نمبر ۵ و ۶ اسٹریٹ کلکتہ

مفت کیا چیز حاصل کرنا

مفت مفت

مندرجہ ذیل کتب میں سے جو مناسب سمجھیں صرف ایک کارڈ لکھکر منگوا کر واقفیت حاصل کریں آپ ان کو دیکھکر خوش ہوں گے۔

رسالہ امرت جسکے اندر دنیا میں نئی ایجاد تقریباً کل امراض کا ایک ہی علاج مشہور و معروف اور عجیب دوائی۔

امرت دھارا رجسٹرڈ } جو سرکاری رجسٹری ہو چکی ہے مفصل بیان ہے آپکے دیکھنے کے قابل ہے کہ کسطرح ایک ہی دوائی اتنے فائدے کر سکتی ہے دھوکہ سے بچو۔ امرت دھارا کا نسخہ سوائے پنڈت جی کے کوئی نہیں جانتا۔

رسالہ امراض مخصوصہ مردان } مردوں کے خفیہ امراض اسباب و علامات اور آجکل کیحالت کا مکمل فوٹو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ گمشدہ طاقت کے مایوس مریض اس کو پڑھ کر کہا کرتے ہیں کاش کہ ہم اس کو اول دیکھتے یہ ۴۰ صفحہ کا رسالہ بھی مفت

فہرست ادویات دیش ایکارک امرت دھارا اوشدھالیہ } یہ فہرست ادویات کے نام اور ان کے صرف ضروری مختصر اوصاف بتلاتی ہے۔ اس کے اندر طبی کتب مصنفہ شریمان کوی رتن پنڈت ٹھاکر دت شرما دید موجد امرت دھارا و ایڈیٹر اردو ہندی اخبار دیش ایکارک کی فہرست بھی موجود ہے یہ رسالہ بھی مفت

طبی اخبار دیش ایکارک اردو میں ہفتہ وار اور ہندی میں پندرہ روزہ ہے۔ ہندوستان بھر میں کوئی طبی اخبار سوائے اس کے نہیں ہے جسکو ذرا بھی حکمت کا خیال ہے یا حکمت کے ضروری اصول جاننے کی خواہش ہو وہ دیکھتے ہی اس کے خریدار بنجاتے ہیں نمونہ مفت ملتا ہے قیمت سالانہ (تتے) شمشاہی عہ سہ ماہی ۱۲ر ہندی کی سالانہ قیمت عہ ر۔

نوٹ ایجنٹ بننے میں بڑا فایدہ ہے ہمارے لایق ایجنٹ بہت کماتے ہیں قواعد آسان ہیں۔

خط و کتابت اور تار کا پتہ اتنا کافی ہے (امرت دھارا لاہور)

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر

موجب ہوتا ہے بچہ اگر تندرست نہ ہو اور ہر وک ٹھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے اس کے دو دہ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے، استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون بینچو فیچرنگ کمیٹڈ لندن۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہار و نکی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام طرف مالوں ہی سے نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول از ماؤ پھر منگواؤ مہلا اس میں یہی دہو کا ہے **معجون طلسمی** قوائے تناسل کیوجہ سے ان دنوں مختلف بیماریوں کیوجہ سے عام طور پر شکایت سنی جاتی ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایات کیلئے انشاء اللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فیکس عہ

طلای طلسمی پیرانہ سالی کی وجہ سے اور جوانی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہونچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فایدہ اٹھائیں انشاء اللہ وہ ضرور ہی اس کو مفید پائیں گے۔

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور نور بصارت بڑھانیوالا قیمت فیتولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فیکس عہ

حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلیگڈھ ضلع دہلی۔